سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی
تصوّف پر مایۂ ناز کتاب

صراطِ مستقیم

پر اعتراضات کا جائزہ

مؤلف مفتی حماد احمد

سنّی اکیڈمی پاکستان

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف پر مایہ ناز کتاب

صراطِ مستقیم

ساجد خان الحنفی

پر اعتراضات کا جائزہ

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے حوالے سے لگائے جانے والے ایک اہم الزام کہ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال گدھے کے خیال سے برا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ مدللانہ جوابات احادیث اور فریق مخالف کی روشنی میں، جس میں اس الزام کے حوالے سے اعتراض کیے جانے والی عبارات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہل بدعت کے الزامات محض جھوٹ اور بہتان پر مشتمل ہیں۔

مؤلف

مفتی حماد احمد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: صراط مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ
مؤلف: مفتی حماد احمد
ناشر: سُنی اکیڈمی پاکستان
تعداد: ۱۱۰۰
قیمت: /

ملنے کے پتے:

دارالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0300-8099774

مکتبہ سیّد احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ سلطان عالمگیر، اردو بازار لاہور
مکتبہ قاسمیہ، اردو بازار لاہور
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
مکتبہ حقانیہ اکوڑہ خٹک
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ رشیدیہ ساہیوال
مکتبہ رشیدیہ مقدس مسجد اردو بازار کراچی
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
مدنی اسلامی کتب خانہ بجیرہ آزاد کشمیر

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے

0300-6542473

0346-4095466

کتاب کی تیاری کے دوران میں کوشش کی گئی ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی جلد بندی یا کتابت کی غلطی نہ رہے، لیکن بشری تقاضوں کے پیش نظر اگر کہیں کوئی غلطی کا امکان نظر آئے تو ازراہِ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

2600

انتساب

میرے پیارے سیدی و مرشدی و مولائی و سندی

حبیب اللہ نبیّنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

نمبر شمار	حُسنِ ترتیب	صفحہ
1	نالۂ دل	8
2	آغازِ سخن	12
3	پہلا باب۔ الزام واعتراضات	15
4	دوسرا باب۔ صراط مستقیم کا پس منظر	21
5	شاہ ابوسعید ؒ کے نزدیک	23
6	بریلوی مسلک اور سید احمد شہیدؒ	23
7	مولوی عبدالسمیع رامپوری کے نزدیک	24
8	برکاتی حضرات کے نزدیک	24
9	شاہ اسماعیل شہیدؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ	25
10	صراط مستقیم کی تصنیف	26
11	عبارت معترضہ کا پس منظر	29
12	عبارت معترضہ کیا ہے؟	30
13	بریلویوں سے پہلا سوال؟	31
14	تیسرا باب۔ عبارت معترضہ کی تشریح وجوابات	32
15	تمہید	32
16	دوسری مثال	33
17	تیسری مثال	33
18	پہلا جواب	35
19	بریلویوں سے دوسرا سوال؟	36
20	''ہمت'' کی دو تعریفیں اور تین جواب	36
21	قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کے نزدیک	36
22	شاہ اسماعیل شہیدؒ کے نزدیک	37

نمبر شمار	حُسنِ ترتیب	صفحہ
23	مفتی احمد یار نعیمی کے نزدیک	39
24	صاحب زادہ عمر بیر بلوی کے نزدیک	40
25	''ہمت'' شاہ غلام علی نقشبندی مجددیؒ کے نزدیک	41
26	حضرت میاں جی شیر محمدؒ کے نزدیک	42
27	پہلے جواب کا خلاصہ	45
28	عبارت معترضہ کا دوسرا جواب	46
29	بخاری شریف کا حوالہ	46
30	حافظ ابن رجب حنبلیؒ کے نزدیک	49
31	حافظ حجر عسقلانیؒ کی تشریح	52
32	علامہ بدرالدین عینیؒ کے نزدیک	53
33	مسلم شریف کی روایت	54
34	نسائی شریف کا حوالہ	55
35	علامہ سندیؒ کا قول	56
36	مشکوۃ شریف کا حوالہ	57
37	سید شریف جرجانیؒ کا حاشیہ	57
38	عبادت اور تعظیم	59
39	چار فیصلہ کن حوالے	61
40	علامہ تورپشتیؒ کی تشریح	61
41	دوسرا فیصلہ کن حوالہ ملا علی قاریؒ کے قلم سے	64
42	تیسرا فیصلہ کن حوالہ	66
43	چوتھا فیصلہ کن حوالہ	70
44	بریلوی کتب کے حوالہ جات: مولوی احمد رضا خان کی فیصلہ کن عبارت	72

صفحہ	حُسنِ ترتیب	نمبر شمار
74	آمد بر سر مطلب	46
75	بریلویوں سے سوال	47
75	مولانا احمد رضا خان اپنے اور بریلوی فتووں کی زد میں	48
75	مولانا عمر اچھروی اور مولانا احمد رضا خان	49
76	مولانا غلام نصیر الدین اور مولانا احمد رضا خان صاحب	50
77	مولوی احمد رضا خان خود اپنے فتوے کی زد میں	51
79	ایک دھوکہ اور اس کا جواب	52
79	حقیقت حال	53
82	بریلویوں سے چند سوالات	54
83	دوسرا حوالہ	55
83	تیسرا حوالہ	56
84	چوتھا حوالہ	57
84	پانچواں حوالہ	58
85	چھٹا حوالہ	59
85	دوسرے جواب کا خلاصہ	60
86	صراط مستقیم پر اعتراض کا تیسرا جواب	61
93	چوتھا باب۔ صراط مستقیم پر اعتراضات کے جوابات	62
104	پانچواں باب۔	63
104	شوکت سیالوی، اشرف سیالوی اور غلام نصیر الدین سیالوی کے دلائل کے جوابات	64
110	خلاصہ کتاب	65
111	خاتمہ	66

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نالۂ دل

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

تاریخ کے اوراق بھی اپنے اندر عجب عبرت کا سامان رکھتے ہیں۔ مگر کیا کہیے اس دل و نگاہ کی کم نصیبی پر جو عبرت ہی نہ حاصل کرے۔تاریخ تو دور کی بات، حسرت و افسوس! تو ان دلوں پر ہے جو قرآن و حدیث سن کر بھی خوابِ غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ بیدار نہ ہونے کا کیا گلہ کیجیے!! یہاں تو جو لوگ بیدار کرانے کیلئے اٹھے انہی پر نیزہ بازی ہے۔ کیا کسی قوم میں ایسے بدنصیب افراد بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے محسنین کی قدر کرنے کی بجائے الٹا انہیں ظالموں کی صف میں شمار کریں؟ راہِ حق میں گردن کٹانے والوں کو راہِ حق سے غداری کرنے والوں میں شمار کریں؟ روشنی کا اجالا لانے والوں کو تاریکی پھیلانے والوں میں گردانیں؟ اہل خرد کو، جنون اور جنون کو خرد۔ کہیں ۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وا اسفاہ! کسی قوم کی اس سے بڑھ کر کیا بدقسمتی ہوگی !! وہ جو دہلی سے سرفروشوں کی جماعت لے کر اللہ کے راستے میں ، اللہ کے دین کی سربلندی کو نکلے۔ وہ جو ایک سچے رب کے در سے لوگوں کو جوڑنے نکلے وہ جو پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی سنت کو زندہ کرنے نکلے۔ مؤرخ کے قلم نے جن کے امیر کو سید احمد

شہیدؒ لکھا، وہ جس کے سالار نے بہادری میں محمد بن قاسمؒ، قتیبہ بن مسلمؒ اور شیر میسور شہید ٹیپوؒ کی یاد تازہ کی جس کو اہل زمانہ نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کہا مؤرخ کی آنکھ نظارہ کر رہی تھی کہ ملت فروشوں کی ایک جماعت، میر صادق، میر جعفر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان سر بکف مجاہدین کو غدار، ، عاشقان توحید و سنت کو گستاخ اور کافر کہہ رہی تھی۔ اس قوم کی بد قسمتی قحط الرجال نہیں، غداروں کا وہ ٹولہ ہے جو جہاد کو کالعدم اور ناجائز کہنے کیلئے اپنے قلم کی سیاہی کو بدنام کرتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں یہ ٹولہ نظر آتا ہے۔ اندلس کی تاریخ پڑھتے ہوئے غرناطہ میں ابو عبداللہ کے سامنے موسیٰ بن غسان جیسا مجاہد شیر کی طرح دھاڑتا نظر آتا ہے جو اپنا پورا زور بیان اس قوم کو جھنجھوڑنے میں لگا رہا تھا۔ جن کی غیور عورتوں کے آنسو، اپنی قوم کی بد قسمتی کا آخری نوحہ پڑھ رہے تھے، مگر اس وقت بھی جب کہ فرڈیننڈ کا عیسائی لشکر شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، نام نہاد علماء کا غدار ٹولہ جہاد کی عدم فرضیت پر وہی دلائل دے رہا تھا۔ جو بریلی کے مولانا احمد رضا خان اور مولوی مصطفیٰ خان نے دیئے تھے جن کے دلائل کا دوسرا روپ قادیان کے جھوٹے نبی کی زبان سے نکلا۔ میر جعفر کی ملت فروشی کی داستان پڑھتے ہوئے تعجب اس کو ہو جس نے اس دور میں بریلی کے قلم کی سیاہی سے نکلنے والی دوام العیش اور المحجۃ المؤتمنہ نہ پڑھی ہو۔

سلطان ٹیپو کے لشکر میں غداری پر آمادہ کرنے دلائل کرنے والے میر صادق اور پورنیا کے نئے نہ تھے۔ یہ وہی تسلسل تھا جو اندلس میں مختلف شکلوں اور ناموں سے ظاہر ہوتا رہا۔ جہاد کیلئے یوسف بن تاشفین ؒ کا عزم اور دعوت وہی تھی جو اہل زمانہ سلطان فتح علی ٹیپوؒ سے سن رہے تھے۔ سقوط غرناطہ سے قبل اور بعد مٹھی بھر مجاہدین نے اپنے لہو سے جو داستان جرأت و غیرت رقم کی تھی، چشمِ فلک وہی نظارہ

ہندوستان میں شیر میسورؒ کی غیرت بھری المناک شہادت کے بعد، شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کے لشکر کی قربانیوں میں کر رہی تھی مگر ابن الوقتوں کا ٹولہ وہاں بھی تھا جو جہاد کو مسلمانوں کی خودکشی کہتا تھااور اور ابن الوقتوں کا ٹولہ یہاں بھی تھا۔ جو جہاد کو ناجائز کہنے پر تلا ہوا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہ غرناطہ تھا اور یہاں ہندوستان۔ وہاں شہید ہونے والا موسیٰ بن ابی غسان تھا یہاں شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ۔ وہ غدار وہاں بھی تھے غدار یہاں بھی تھے۔ وہاں بھی غداروں کو انگریز نے کھڑا کیا تھا، یہاں بھی غداروں کو انگریز نے کھڑا کیا۔ وہاں غدار قسطلہ سے آئے تھے یہاں ابن الوقت بریلی اور قادیان سے اٹھے۔ گردن راہِ حق میں کٹانے والا جہاں سلطان ٹیپو تھا، وہاں شاہ اسماعیلؒ اور سید احمدؒ بھی تھے۔ عزت کی موت اس کا بھی نصیبہ تھا، ان کا بھی نصیبہ تھا۔ مگر افسوس ان ملت فروشوں کے گروہ پر جو ان عاشقان پاک طینت کو گستاخ، اور غدار کہہ کر اب بھی انگریز کے عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں۔

شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کا دفاع ایک فرد کا دفاع نہیں یہ اللہ کی دعوت توحید اور پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ سنت کا دفاع ہے، یہ اسلام کی تعلیمات کا دفاع ہے جس کی دعوت لے کر یہ نیک ہستیاں اٹھی تھیں، اسی جذبے کے تحت یہ سطور لکھی جارہی ہیں کہ اُن نادانوں کو اللہ تعالیٰ دینِ حق کی سمجھ عطا کر دے جو اللہ کے دین کے سپاہیوں پر انجانے میں، سب وشتم، کرکے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول کرے۔ یہ ایک فرد کی عبارت کا دفاع نہیں، اس دعوت کا دفاع ہے جو توحید وسنت کی دعوت ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اس

تحریر کو بھی اس نیت سے پڑھیں۔ اللہ ہم سب کو اخلاص نصیب کرے۔ بندہ کی شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ سے کوئی نسبی رشتہ داری نہیں مگر اللہ کی قسم اگر توحید و سنت کی یہ دعوت بریلی کے احمد رضا خان لے کر اٹھتے اور تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم احمد رضا خان کی تصنیف ہوتی تو بندہ کا قلم تب بھی اسی طرح ان عبارات کا دفاع کرتا کہ اس دفاع کا مقصد اس عقیدے اور دعوت کا دفاع ہے جو ان کا داعی لے کر اٹھا۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ پر نازل کرے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی گردنیں کٹادیں۔ اللہ مجھے بھی ان کے صدقے شہادت نصیب کرے۔ آمین!

از

اپریل 2009

محمد حماد نقشبندی
امیر انجمن اہل السنہ والجماعت
مدیر ''راہِ سنت''
muftihammad@gmail.com
0321-4184848

آغازِ سخن

تاریخ انسانی شاہد ہے کہ جس کسی نے توحید وسنت اور ردِ شرک و بدعت کا بیڑا اٹھایا۔ شیطانی قوتوں نے بھی شرک و بدعت کے محلات کو بچانے کیلئے ان حامیانِ توحید وسنت کو شرک و بدعت کے پیروکاروں سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنوایا۔ یہی حال غیر منقسم ہندوستان کی اس تحریک جہاد و تحریک توحید وسنت کے روح رواں حضرات کے خلاف نظر آیا۔ اس پروپیگنڈے کی زد میں وہ لوگ بھی بدقسمتی سے آگئے جو ان حضرات کے خلاف بولنے والے نام نہاد واعظین کے دستار و عمامہ سے متاثر ہوکر انہیں وارثان نبوت سمجھ بیٹھے۔ نہ کہنے والے نے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی اور نہ سننے والوں نے۔

اس جھوٹے پروپیگنڈے کا سب سے زیادہ نشانہ وہ شخصیت بنی جسے اہل زمانہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کے نام سے جانتے ہیں۔ بلامبالغہ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اہل بدعت کی طرف سے سب سے زیادہ، سب وشتم کے تیر اس مظلوم مجاہد پر برسائے گئے جو سکھوں سے لڑتا ہوا شہادت کی صورت میں کامیاب ہوگیا۔ ایک ہی جھوٹ کی رٹ، جی دیوبندیوں (سنیوں) کے نزدیک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (نعوذ باللہ)۔

جی، ان کے نزدیک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنا گدھے سے برا ہے (نعوذ باللہ)۔

ایک ہی راگنی ہے جس کے گانے والوں نے شاید ایک دفعہ بھی فارسی کی صراط مستقیم کھولنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس پروپیگنڈے کے جھوٹے ہونے کی سبب

سے بڑی شہادت ہی یہ ہے کہ جس شخصیت کو اس عبارت کے حوالے سے بدنام کیا جاتا رہا۔ یعنی (شاہ اسماعیل شہیدؒ) ان کا تو اس عبارت سے تعلق نہیں مگر بریلویوں کا سارا زور شاہ شہید شہیدؒ پر لگے گا۔ حیف صد حیف! روز قیامت اللہ کے ہاں جب ثابت کرنا پڑے گا تو یہ لوگ کیا جواب دیں گے؟ کیا انہوں نے صراط مستقیم کے آغاز میں یہ نہیں پڑھا کہ جس باب کی عبارت پر اعتراض کیا جارہا ہے وہ شاہ اسماعیلؒ نے نہیں لکھا بلکہ لکھنے والے سید احمد شہیدؒ اور جمع کرنے والے مولانا عبدالحی بڑھانوی ہیں؟ مگر مولوی احمد رضا خان سے لے کر دورِ حاضر کے بریلوی علماء تک سب ایک ہی جھوٹ کو دیدہ دلیری سے دہراتے چلے جارہے ہیں۔ فالی اللہ اشتکی (اس کی وضاحت آگے آرہی ہے)۔

چونکہ یہ وہ جھوٹا الزام ہے جو ہر بریلوی عالم لگانا اپنا فرض سمجھتا ہے، اس لیے بندہ نے ضروری سمجھا کہ انتہائی وضاحت سے اس الزام کا جواب تحریر کر دیا جائے۔ بندہ اس جھوٹے الزام کے ۳ جوابات تحریر کرے گا جن میں سے دو بندہ کے ہیں اور ایک مولانا منظور نعمانیؒ کا۔

حتی الامکان کوشش کی ہے کہ صراطِ مستقیم کی عبارت پر اہل بدعت کی طرف سے جو الزامات اور اعتراضات کیے گئے ہیں، ان سب کا جواب آجائے۔ اعتراضات اور الزامات کے جواب میں پیش نظر بنیادی طور پر مولوی غلام نصیر الدین سیالوی اور ان کے والد علامہ اشرف سیالوی رہے۔ نیز مفتی شوکت سیالوی کا رسالہ نماز میں تعظیم مصطفی ﷺ مد نظر رہا۔ اصل میں بندہ کی یہ تحریر کوئی الگ سے کتابچہ نہ تھا بلکہ جب مولوی غلام نصیر الدین سیالوی کی کتاب ''عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کا جواب

لکھ رہا تھا تو اسی وقت یہ بات دل میں آئی کہ مضمون کی اہمیت کے باعث، اس کو الگ چھپوانا عوام کیلئے از حد مفید ہوگا۔ چنانچہ چند ابواب کے اضافہ جات کے ساتھ اسے الگ شائع کیا جارہا ہے۔

بندہ باقی تمام بریلوی علماء اور عوام سے درخواست کرتا ہے کہ اللہ کیلئے تعصب اور ضد کو چھوڑ کر بندہ کی اس تحریر کو پڑھیں اور پڑھنے کے بعد صرف یہ جواب دیں کہ کیا وہ قسم کھا سکتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں وہ اس عبارت کی بنا پر شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کو مجرم ثابت کرسکیں گے؟ یہی وجہ تھی کہ مولوی احمد رضا صاحب الزامات کی بھرمار کے باوجود شاہ اسماعیل شہیدؒ کو کافر نہ کہہ سکے (دیکھیے تمہید ایمان)۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

پہلا باب

الزام و اعتراضات

محترم قارئین! سب سے پہلے ان اعتراضات کو اجمالی طور پر نقل کیا جاتا ہے جو صراط مستقیم کی عبارت کے ضمن میں کیے جا چکے ہیں۔ قارئین پڑھ سکتے ہیں کہ کس طرح دیدہ دلیری کے ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ ان الزامات اور اعتراضات کو نقل کرنے کے بعد جوابات کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ پر جھوٹے کفریات منسوب کرتے ہوئے مولوی احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب کوکبۃ الشہابیہ میں رقم طراز ہیں۔

''مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں پر غور کرو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ ص۲۹ الکوکبہ الشہابیہ .

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

''مسلمانو! میں فقط الحمد کو کہتا ہوں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن عظیم کی کسی سورت کا نماز میں تلاوت کرنا اس وبائی شرک سے نہ بچے گا جن سورتوں میں حضور پر نور محمد ﷺ یا دیگر انبیائے کرام یا ملائکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین و انصار یا متقین محسنین و عباد اللہ الصالحین کی صریح تعریفیں ہیں ان کا کہنا ہی کیا ہے یونہی وہ بھی جن میں

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور جب آئے گا عظمت الٰہی سے آئے گا۔ .... عظمت کے ساتھ نہ آکر خیال انبیاء و اولیاء کے شرک میں نہ ملا تو خیال گاؤخر کی قباحت میں تو شریک ہوگا تف ہزار تف ایسے ناپاک اختراع پر (ص ۳۶، ۳۷ کوکبۃ الشہابیہ)۔

علامہ اشرف سیالوی کہتے ہیں:

"یہ عبارت مولانا اسماعیل دہلوی یا سید احمد بریلوی یا مولانا عبدالحی کسی کی بھی ہو ہمیں اس کی تعیین سے غرض نہیں ؎۔ ہمیں صرف اس سے غرض ہے کہ علمائے دیوبند کی ایک مسلمہ کتاب کے اندر ایک طرف سرکار کے خیال اور تصور کو رکھ کر دوسری طرف اس کے مقابل گدھے اور بیل کے تصور اور خیال کو ذکر کیا گیا ہے اور ان کے درمیان موازنہ کیا گیا ہے تو کیا اس توازن کے اندر اس موازنہ اور مقابلہ کے اندر سرکار دوجہاں کی بے ادبی ہوئی یا نہیں؟" (مناظرہ جھنگ ص ۸۵، ۸۶)۔

"دوسری بات جو میرے نزدیک قابل گرفت ہے وہ یہ ہے کہ مقام ہو سرکار کے تصور کا اور اسی کے مقابل گدھے اور بیل کے خیال کو ذکر کیا جائے تو آیا اس موازنہ اور تقابل کے اندر کوئی سقم ہے یا نہیں؟" (ص ۱۰۷ مناظرہ جھنگ)۔

مولوی حنیف قریشی صاحب شاہ اسماعیل شہیدؒ کے خلاف کہتے ہیں:

"شاہ اسماعیل دہلوی نے نماز میں آنے والے وسوسوں کے بارے میں بحث کی ہے اور وہ لکھتے ہیں زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ

؎ پہلے لکھ کر دیں کہ احمد رضا خان نے جھوٹ بولا اور شاہ اسماعیلؒ کی طرف اس عبارت کی غلط نسبت کی۔ محمد حماد

یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ وہ نبی پاک (علیہ السلام) ہی کیوں نہ ہوں اپنے خیال کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے برا ہے (استغفر اللہ)............... اس عبارت میں کئی طرح کی بے ادبی و گستاخی ہے میں آپ کے سامنے یہ بخاری شریف پیش کرنے لگا ہوں بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۳ باب استقبال الرجل صاحبہ ھو یصلی طبع قدیمی کتب خانہ اور بیہقی شریف باب الدلیل علی ان وقوف المراۃ پر ہے کہ.............یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے سوال ہوا کہ نماز کو کیا چیز توڑ دیتی ہے تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ نمازی کے آگے اگر "کتا" "گدھا" اور عورت گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بری لگی کیونکہ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) عورت ہیں اور عورتوں کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ اکٹھا گیا گیا تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا تم نے ہمیں کتا بنا دیا اور ایک اور روایت مسند امام اعظم ۱۵۰ پر ہے کہ آپ نے فرمایا: قرنتمونا بھم

اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کوئی پوچھے کہ اے ام المومنین (رضی اللہ عنہا) انہوں نے تو آپ کو کتا یا گدھا کہا ہی نہیں ۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہا کو یہ برا کیوں لگا اور غصہ کیوں آیا تو وجہ یہ ہے کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عورت کتے اور گدھے کا اکٹھا ذکر کیا ہے لہٰذا گدھے اور کتے کے ساتھ ذکر کرنے کو سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی توہین سمجھا تو سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا ان کے قول پر اعتراض اٹھانا اور غصہ میں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو اس جنس کی توہین ہے تو اب دیکھیں اس کتاب صراط مستقیم میں نماز میں مصطفیٰ کریم ﷺ کے خیال کو گدھے اور بیل کے ساتھ اکٹھا ذکر ہی نہیں کیا گیا بلکہ گدھے اور نبی پاک ﷺ کے خیال کا تقابل کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ نماز کے اندر نبی پاک ﷺ کا

خیال گدھے کے خیال سے زیادہ برا ہے (استغفر اللہ) اس سے بڑی اور کیا گستاخی ہوگی۔ شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت میں واضح گستاخی ہے۔ ....اگر کوئی نمازی نماز پڑھے تو وہ نماز پڑھتے ہوئے کبھی تصور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جب وہ نماز پڑھے گا تو رفع یدین کرے گا تکبیر تحریمہ کے وقت اب پوچھا جائے کہ ہاتھ کیوں اٹھاتے ہو وہ کہے گا رسول اللہ ﷺ نے اٹھائے ہیں۔ رکوع، قعود، سجود جو بھی عمل نماز میں کرے گا نبی ﷺ کا تصور ضرور آئے گا اور پھر تشہد میں جب نبی پاک ﷺ پر درود بھیجے گا تو لازمی ان کا خیال آئے گا لہٰذا حقیقت تو یہ ہے کہ تصور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے[1]

نوٹ: جہاں جہاں تعظیمی کلمات حنیف قریشی صاحب نے نہیں لکھے تھے مثلاً رضی اللہ عنہا وہاں وہاں بریکٹ میں لکھ دیئے ہیں۔

مفتی شوکت سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ صراط مستقیم (مترجم) صفحہ 169 کی مذکورہ عبارت شاہ اسماعیل دہلوی کی بدعت سیۂ ہے کہ کتاب و سنت کے واضح احکام اور طریق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے واضح ٹکرا رہی ہے۔[2]

دوسری جگہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں[3]:

یعنی جب نبی علیہ السلام نماز کیلئے تشریف لائے تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

---

[1] گستاخ کون، ص 55،54،53 ۔ حنیف قریشی۔

[2] نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۴۴۔ [3] نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۲۸۔

امامت کروارہے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع تھی اور دوران نماز نبی علیہ السلام پہلی رکعت میں تشریف لائے اب دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی تعظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹنے لگے تھے تو بتلایئے یہ تعظیم نبی علیہ السلام ان کو شرک کی طرف کھینچ کر لے گئی اور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسی ہستی کو نماز کی اہمیت یا بارگاہ خداوندی کے آداب کا پتہ نہیں تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ بھی کرر ہے ہیں اور تعظیم بھی بجا لا رہے ہیں۔ مفتی شوکت سیالوی کے دلائل کا رد کتاب کے آخر میں ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے درج ذیل اعتراضات اور الزامات سامنے آئے ہیں۔

۱) صراط مستقیم شاہ اسماعیل شہید کی تصنیف ہے۔
۲) اس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے خیال آنے کو گدھے کے خیال سے بدتر کہا گیا ہے۔
۳) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ گدھے کا لفظ لکھ کر توہین کی گئی اور غلط تقابل کیا گیا۔
۴) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف حالت نماز میں توجہ کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے مگر شاہ اسماعیل کے نزدیک شرک۔
۵) حالت نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ شاہ اسماعیل کے نزدیک شرک کی طرف لے جانے والی ہے حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حالت نماز میں نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ بھی ہوتے تھے اور تعظیم بھی کرتے تھے۔
۶) صراط مستقیم کی عبارت کفریہ اور کھلی گستاخی ہے۔
۷) نمازی کو درود شریف اور تلاوت کرتے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال

آئے گا اور تعظیم بھی۔ اس لیے یہ عبارت قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ٹکرا رہی ہے۔

بعض بریلوی خطباء اس پر مزید لب کشائی اور جھوٹ بولتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے کے خیال سے نہیں۔

اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ:

گدھے کے علاوہ کوئی اور مثال نہ ملی تھی۔ گدھے کا تذکرہ ہی کیوں کیا گیا؟

غرض یہ ان اعتراضات کا خلاصہ ہے جو صراط مستقیم کی عبارت پر کیے جاتے ہیں۔

ان تمام اعتراضات کا جواب بعون اللہ، یہ بندہ دے گا۔ ان شاء اللہ۔

ترتیب یوں ہے کہ پہلے تمہید کے طور پر ۳ جوابات عرض خدمت ہیں۔ اس کے بعد مرحلہ وار ان تمام اعتراضات کا عنوان باندھ کر اس کے تحت جواب ہیں اور آخر میں مفتی شوکت سیالوی اور مولوی غلام نصیر الدین سیالوی کے دلائل کا جواب ہے۔

بندہ ایک بار پھر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ کسی فرد کے دفاع کے تحت یہ تحریر نہیں لکھی جا رہی بلکہ مقصد صرف توحید و سنت کی تعلیمات کا دفاع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی غلو محبت میں اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہے تو یہ ان سے محبت نہیں ان سے محبت یہ ہے کہ ان کے صحیح مقام کو واضح کیا جائے کہ وہ اللہ کے رسول علیہ السلام ہیں، اللہ کے بیٹے نہیں۔ ان کو بیٹا کہنا گستاخی ہے، محبت نہیں۔ اسی مثال پر بریلوی حضرات کو قیاس کر لیا جائے۔

دوسرا باب

صراط مستقیم کا پس منظر

قارئین کرام! سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ "صراط مستقیم" کس کی لکھی ہوئی ہے؟ اس کا موضوع کیا ہے؟ مصنف کون ہے؟ مرتب کون ہے؟ اور عبارت معترضہ کیا ہے؟

پس منظر

۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد وہ قوم جس کی آبیاری محمد بن قاسمؒ، محمود غزنویؒ اور غوریؒ نے کی تھی، حسرت بھری نگاہوں سے اپنے حکمرانوں کا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ جن کے آباء نے اندلس کی طوائف الملوکی دیکھی تھی۔ وہ اکبر کی صورت میں اپنے گناہوں کو متشکل دیکھ رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم اس قوم پر ہوئی۔ مجدد الف ثانیؒ اس قوم سے اٹھے اور ہندوستان کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک شمع توحید وسنت روشن کر گئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاتیب پڑھنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں شرکیہ اعمال اور بدعات نفوذ کر چکے تھے۔ حضرت مجددؒ کے بعد کچھ عرصہ تو ان کی دعوت توحید وسنت کے اثرات رہے مگر سو سال کے عرصے میں یہ قوم پھر انہی اندھیروں کے مسافر بن چکی تھی۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کی شکل میں ایک اور چراغ نمودار ہوا۔ مگر اس چراغ کے بجھتے ہی انگریزوں کی آندھی اپنے مہیب سایوں کے ساتھ اس قوم کی طرف بڑھ رہی تھی۔ سلطان ٹیپوؒ اس بدقسمت قوم کے لیے

آخری حصار تھے۔

اسی دور میں جب کہ حیدر علی زندہ تھے۔ مسلم زوال کے کھنڈرات میں وہ عظیم شخصیت ابھری جس نے قوم کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اپنی پوری توانائیاں اس قوم کو جھنجھوڑنے میں لگادیں جو اجتماعی طور پر بے حسی اور غفلت، شرک اور بدعت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مؤرخ کے قلم نے اس شخصیت کو شاہ ولی اللہؒ لکھا۔ شاہ ولی اللہؒ کی جملہ تصانیف اس پر شاہد ہیں کہ اس دور میں مسلمانوں میں شرک اور بدعات بری طرح پھیل چکی تھیں ۔ مثلاً حجۃ اللہ البالغہ،فوز الکبیر،تفہیمات وغیرہ۔ یہی نقشہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصانیف ارشاد الطالبین اور مالا بد منہ میں ملتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے چار بیٹے تھے۔ شاہ عبدالعزیزؒ شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ، شاہ عبدالغنیؒ سب سے چھوٹے تھے اور جوانی میں ہی انتقال کر گئے۔

شاہ عبدالعزیزؒ شاہ ولی اللہؒ کے علمی اور عملی جانشین تھے۔ سلطان ٹیپوؒ کی المناک شہادت کا واقعہ پیش آچکا تھا اور شاہ عبدالعزیزؒ کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ہندوستان میں انگریز کے آگے کوئی رکاوٹ نہ رہی تھی اس لیے انہوں نے اپنا تاریخی فتویٰ جاری کیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔

پورے ہندوستان میں شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کا اثر و رسوخ تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے تصوف میں جانشین اور خلیفہ سید احمد شہیدؒ تھے۔ چالیس ہزار سے زائد ہندو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ سید احمد شہیدؒ کتنے متبع سنت بزرگ تھے۔ درج ذیل واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان واقعات کا ماخذ حیات طیبہ جیسی

غیر معتبر کتاب نہیں بلکہ ان کا ماخذ وقائع احمدی جیسی معتبر کتاب ہے جو موٴرخین کی اس جماعت نے لکھی تھی جو سید احمد شہیدؒ کے لشکر میں تاریخی واقعات لکھنے پر نواب وزیر خان والیٔ ٹونک کی طرف سے مقرر تھی ملاحظہ ہو۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جو سید احمد شہیدؒ کے پیر اور مرشد ہیں کے حوالے سے لکھا ہے۔

حضرت پیر روشن ضمیر یہ تقریر دل پذیر سن کر جناب امیر المؤمنین امام المجاہدین کو سینہ بے کینہ سے لگالیا اور ارشاد کیا کہ صد آفرین حق بات یہی ہے جو تو نے کہی اور بشارت دی کہ اے فرزند ارجمند تجھ کو حضرت ذوالجلال ایزد متعال نے اپنی عنایات بے غایات سے ولایت انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ عطا فرمایا (وقائع احمدی قلمی نسخہ ص ۱۴)۔

شاہ ابو سعیدؒ کے نزدیک

شاہ ابو سعیدؒ کے حوالے سے ان کا قول سید احمد شہیدؒ کے بارے میں مذکور ہے۔ شاہ ابو سعیدؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور شیخ مرزا مظہر علی جہاں جاناں کے خلیفہ شاہ غلام علیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ''حضرت شاہ ابو سعیدؒ صاحب نے (سید احمد شہیدؒ) سے پوچھا کہ حضرت آپ کو ان کا نیک بخت ہونا کیونکر معلوم ہوا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو الہام کیا..................شاہ صاحب ممدوح نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کبھی کبھی ایسی باتوں سے بے شک آگاہ کر دیتا ہے'' (وقائع احمدی قلمی نسخہ ص ۵۰)۔

بریلوی مسلک اور سید احمد شہیدؒ

قارئین، سر دست یہ بندہ کا موضوع نہیں۔ شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کا

مقام، معاصرین اور بریلوی علماء کی نگاہ میں ، کے موضوع پر بندہ کی کتاب ’’عبارات اکابر پر تنقید کا جائزہ‘‘ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ فی الوقت دو حوالے پیش کرتا ہوں۔

مولوی عبدالسمیع رامپوری کے نزدیک

مولوی عبدالسمیع رامپوری جن کی کتاب پر مولوی احمد رضا خان نے تقریظ لکھی ہے۔ وہ اپنی کتاب میں سید احمدِ شہیدؒ کو مرشد برحق لکھتے ہیں۔ دیکھیے (ص۲۴۱، انوار ساطعہ)۔

برکاتی حضرات کے نزدیک

مولانا فضل حق خیر آبادی جو بریلوی مسلک کے ہاں متفقہ طور پر معتبر شخصیت ہیں، کے شاگرد حکیم سید برکات احمد کی سوانح حیات میں ان کے پوتے، جو بریلوی مسلک کے مشہور عالم ہیں لکھتے ہیں:

’’تحریک جہاد کے بانی سید احمد سادات وشرفا کے خانوادے کے ایک حساس، پرجوش دردمند اور جسمانی طور پر قوی وتوانا رکن تھے تعلیم بہت معمولی تھی بعض روحانی تویٰ[1] ترقی کر گئے تھے اور شخصیت میں ایک مقناطیسیت اور کشش پیدا ہوگئی تھی اور بات میں اثر .... ان کے افکار و نظریات میں اعتدال و توازن تھا۔ حنفی خاندان کے فرد تھے اور آخر تک حنفیت پر مستقیم رہے‘‘۔ آگے لکھتے ہیں:

’’تحریک جہاد کے ناقدین (بریلوی) نے بھی شاہ صاحب (شاہ اسماعیل) کو ہدف تنقید بنایا ہے، انہیں سب نے بخشا ہے ہمارے اسلاف کرام (فضل حق خیر

---

[1] قویٰ ہونا چاہیے۔ مگر اصل کتاب میں تویٰ ہی لکھا ہے۔ حماد

آبادی وغیرہ) کو بھی ان سے کوئی اختلاف نہیں تھا ان کا ذکر ادب کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے انہوں نے جو جہاد کی روح تازہ کی اور جس طرح لڑتے ہوئے شہادت پائی اس کیلئے ہمارے دل میں عقیدت و احترام کی فراوانی ہے"۔ (ص 280 مولانا حکیم سید برکات احمد، سیرت اور علوم)۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ

شاہ عبدالغنیؒ کے بیٹے کا نام شاہ اسماعیلؒ تھا۔ شاہ اسماعیلؒ کو شاہ عبدالعزیزؒ کی کیسی صحبت ملی تھی، اس کا اقرار فریقِ مخالف کی لکھی ہوئی کتاب" مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان" میں لکھے واقعہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

"میں نے خورد سالی میں کہن سالہ افراد سے سنا ہے کہ شاہ عبدالعزیز مولانا اسحاق اور مولانا اسماعیل کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھتے تھے۔ الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق شکر ہے اللہ کا جس نے بخشا مجھ کو بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق (ص ۴۵ مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

شاہ رفیع الدین کے چھ صاحبزادے تھے محمد عیسیٰ، مصطفیٰ، مخصوص اللہ، محمد حسین، محمد حسن اور شاہ عبدالغنی کا ایک صاحب زادہ محمد اسماعیل۔ اللہ کے فضل سے یہ ساتوں علم و فضل سے مجلی تھے (ص ۴۶، ایضاً)۔

سلطان شہید کی شہادت کے بعد یہ قوم تین طوفانوں، انگریزوں، سکھوں اور

مرہٹوں کا سامنا کر رہی تھی۔ یہ تینوں آپس میں حلیف تھے اور تینوں نے مل کر سلطان شہید کے خلاف محاذ کھولا تھا۔ ان میں بھی انگریزوں اور سکھوں کی دوستی اور تعلق کی داستان تاریخ کے اوراق پر لکھی ہوئی ہے۔

سلطان شہید کی شہادت کے چند سال بعد سید احمد شہیدؒ کی قیادت میں اس تحریک جہاد اور تحریک توحید و سنت کا آغاز ہوا جس کی بازگشت کچھ ہی عرصہ میں سارے ہندوستان میں گونجنے لگی۔ سردست یہ تحریک جہاد بندہ کا موضوع نہیں۔ زندگی رہی اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس پر ان شاء اللہ قلم اٹھاؤں گا۔ فی الوقت اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ سید احمد شہیدؒ شاہ عبدالعزیزؒ کے ان خوابوں کی تعبیر تھے جو طریقت و جہاد کے حسین امتزاج سے نکھرا ہوا تھا۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ اس عاشقِ خدا کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس قافلے کے سالاروں میں شامل ہو چکے تھے جو اپنی تلوار کی نوک سے ہندوستان کی نئی تاریخ رقم کر رہے تھے۔

صراطِ مستقیم کی تصنیف

صراطِ مستقیم سید احمد شہیدؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو تصوف و طریقت کے موضوع پر آپ نے ارشاد فرمائے۔ ان ملفوظات کو دو بندوں نے جمع کیا۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحی بڑھانویؒ مولانا عبدالحیؒ، شاہ عبدالعزیزؒ کے داماد تھے۔

صراطِ مستقیم کا موضوع تصوف اور طریقت تھا اور سید احمد شہیدؒ نے اس کتاب میں ان امور کی خاص طور پر نشاندہی کی جو جاہل صوفیوں میں قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف آ چکے تھے۔ اوپر وضاحت ہو چکی ہے کہ سید احمد شہیدؒ کی ولایت، ولایت

ری تھی اور آپ ہر عمل قرآن و سنت پر پرکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے زمانے کے اہل صوفیا کی اصلاح کیلئے وہ ملفوظات جو طریقت سے متعلق تھے، ان دو حضرات نے جمع کیے۔ کتاب کے چار ابواب تھے۔ پہلا باب اور چوتھا باب شاہ اسماعیلؒ نے ترتیب دیا اور دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحی بڑھانویؒ نے۔

صراط مستقیم (مترجم) کے شروع میں ہے۔

''بندہ ضعیف محمد اسماعیل عرض کرتا ہے کہ اس کم ترین پر خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور سب سے بڑی نعمت ہادی زمانہ مرشد یگانہ حضرت سید احمد صاحب کی محفل و ہدایت منزل میں حاضر ہونا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آپ کے دیر تک زندہ رکھنے سے فائدہ دے اور آپ کے اقوال، افعال اور احوال کے ساتھ سب طالبان قرب الٰہی کو نفع پہنچا دے اور چونکہ یہ عاجز اس مجلس عالی میں حاضر ہونے کے وقت کلمات ہدایت آیات کے سننے سے کامیاب ہو تو عام مسلمانوں کی نصیحت اور طالبان قرب الٰہی کی خیر خواہی کا یہ تقاضا ہوا کہ غائبین بھی ان فیوض الٰہیہ میں حاضرین کے ساتھ شریک ہوں اور اس کا طریق بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ ان بلند پرور مضامین کو تحریر کے پنجرے میں قید کیا جائے''[1]

یعنی شاہ اسماعیلؒ کہتے ہیں کہ جب میں سید احمدؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو ان کے الفاظ دوسروں تک پہنچانے کیلئے میں نے تحریر کرنا شروع کر دیے، مزید لکھتے ہیں۔

''اس کتاب کی اثنائے تحریری میں چند اوراق جناب

---

[1] صراط مستقیم مترجم ص ۳۔

افادت مآب قدوہ فضلائے زمان زبدہ علماء دوران مولانا عبدالحی دام اللہ برکاتہ جو حضرت سید صاحب بارگاہ عالی کے ملازموں کے سلک میں منسلک ہیں، کے لکھے ہوئے ہیں۔ جن میں چند مضامینِ ہدایت آگیں حضرت سید صاحب کی زبان سے سن کر مولانا صاحب نے تحریر کیے تھے، ملے پس ان اوراق کو حلوائے بے دود اور محبت بے مشقت سمجھ کر اس کتاب کے دوسرے اور تیسرے باب میں بعینہٖ درج کر دیا [1]"

یعنی شاہ اسماعیل کہتے ہیں کہ جب میں نے لکھنا شروع کیا تو مولانا عبدالحی بڑھانوی صاحب نے سید احمدؒ کے ملفوظات لکھے تھے۔ میں نے ان کے لکھے اور جمع کیے ہوئے ملفوظات کو اس کتاب کے دوسرے اور تیسرے باب میں درج کر دیا۔

مزید لکھتے ہیں "ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر اس کو مرتب کیا [2]

درج بالا حوالوں سے درج ذیل باتیں واضح ہوئیں۔

۱) صراط مستقیم سید احمد شہید کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔

۲) اس کا مقدمہ پہلا باب اور چوتھا باب شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جمع کیا اور ترتیب دیا۔

۳) دوسرا باب اور تیسرا باب مولانا عبدالحی بڑھانویؒ نے جمع کر کے لکھا۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس کو بھی نقل کر دیا۔

---

[1] صراط مستقیم ص ۴ [2] صراط مستقیم ص ۴

عبارت معترضہ کا پس منظر

اب آتے ہیں اس عبارت کی طرف جس پر اعتراضات اور الزامات کا وہ طوفان اٹھایا گیا کہ الاماں والحفیظ۔ اتنا جھوٹ بولا گیا کہ شیطان خوشی سے جھومتا ہوگا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ کتاب مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ قارئین ان چاروں ابواب کا موضوع پڑھ کر بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ کتاب میں اول سے آخر تصوف و طریقت کی بحث ہے مثلاً

پہلا باب: طریق نبوت اور طریق ولایت میں امتیاز کرنے کی وجوہ پر ہے۔

دوسرا باب: عبادات کو صحیح طریق پر ادا کرنے کے بیان میں۔

تیسرا باب: راہ ولایت کے سلوک کے بیان میں۔

چوتھا باب: راہ نبوت کے طریق کے بیان میں

دوسرا باب ایک مقدمہ چار حصوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں طریقت کی موانع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پہلی فصل میں ان موانع میں سے پہلا مانع بدعات اور رسومات کا بیان ہے۔ دوسری فصل میں تہذیب اخلاق کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں عبادت میں مخل اشیاء کا بیان ہے اور اس میں دو ضمنی فصلیں بنام "ہدایت" کے ہیں۔ پہلی ہدایت میں مخل اشیاء کا اجمالی بیان ہے اور دوسری ہدایت میں ان کا تفصیلی بیان اور علاج ہے پھر اس دوسری ہدایت کے ضمن میں سب سے پہلے بیان ہے کہ نفس اور شیطان کس طرح نماز میں خلل ڈالتے ہیں پھر اسی افادے کے بیان میں مختلف اعمال کا تقابل کیا گیا ہے کہ صوفیا کو کیا غلطی لگ جاتی ہے نماز میں۔ اسی افادے میں وہ عبارت ہے جس کے غلط مفہوم کو پھیلانا بریلویوں کی زندگی کا شائد سب سے بڑا مقصد ہے۔

عبارت معترضہ کیا ہے؟

چونکہ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس لیے بندہ فارسی کی عبارت پہلے نقل کرے گا اور پھر درست ترجمہ کر کے ترتیب وار جوابات عرض کرے گا۔ بدقسمتی سے صراط مستقیم کے اکثر مترجمین نے غلط ترجمہ کیا۔

فارسی کی کتاب میں ص ۸٦ ہے۔

"از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب ﷺ باشند بچندیں مرتبہ بد تر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است کہ خیال آن با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود بلکہ مہان و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد بالجملہ منظور بیان تفاوت وساوس است"۔

صراط مستقیم فارسی ص ۸٦

ترجمہ: "زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ اور اس کی مثل قابل تعظیم ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہوں کی جانب "ہمت" کا عمل کرنا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے کیونکہ شیخ اور قابل تعظیم ہستیوں کا خیال، تعظیم اور بزرگی کے ساتھ، انسان کے دل کی گہرائیوں میں جا

چمکتا ہے۔ بخلاف گائے اور گدھے کے خیال کے کہ اسے اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور کم حیثیت ہوتا ہے اور یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں مقصود اور ملحوظ ہوتی ہے، شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ بالجملہ اس جگہ مقصود وساوس کے فرق کا بیان ہے"۔

یہ عبارت جیسا کہ اوپر واضح کردیا گیا تھا کہ دوسرے باب کی ہے جس کو جمع مولانا عبدالحی بڑھانوی نے جمع کیا اور ارشادات سید احمد شہیدؒ کے تھے۔

بریلویوں سے پہلا سوال؟

آخر کیا وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان سے لے کر شوکت سیالوی اور حنیف قریشی تک سب اس عبارت کو شاہ اسماعیل کی طرف منسوب کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارا تمام بریلویوں سے یہ مطالبہ ہے کہ اس عبارت پر مناظرہ کرنے سے پہلے یا کلام کرنے سے پہلے اس سوال کا جواب دو ورنہ یہ لکھ کر دو کہ مولوی احمد رضا خان نے جھوٹ بولا، مفتی احمد یار نے جھوٹ بولا، کراچی کے مولوی کوکب نے جھوٹ بولا، حنیف قریشی اور شوکت سیالوی نے جھوٹ بولا۔ جب تک یہ لکھ کر نہ دو گے۔ مناظرہ میں آگے بات نہ ہوگی (بریلوی حضرات کی طرف سے شاہ اسماعیل کی طرف نسبت کرنے کے جو دلائل دیے جاتے ہیں ان کا جواب آگے آئے گا۔

مجھے ان اعتراضات کو دہرانے کی ضرورت نہیں جو بریلویوں کی طرف سے اس مضمون کے شروع مین بیان کئے گئے تھے۔ بندہ اب اس عبارت کی تشریح اور جواب کی طرف آتا ہے۔ جوابات سے پہلے ایک تمہید کا سمجھنا ضروری ہے۔

تیسرا باب

عبارت معترضہ کی تشریح و جوابات

تمہید

محترم قارئین کسی بھی کتاب کو سمجھنے اور پڑھنے سے پہلے چند امور کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اس کتاب کے مصنف یا مؤلف کے کردار و شخصیت سے واقفیت، دوسرے نمبر پر اس کتاب کے موضوع فن سے آگاہی کہ یہ کتاب کس موضوع پر لکھی گئی ہے۔ تیسرے نمبر پر اس ماحول کی آگہی جس میں وہ کتاب لکھی گئی، چوتھے اس علاقے کی بول چال سے واقفیت، جہاں سے مصنف تعلق رکھتا ہے، پانچویں اس مصنف کی اصطلاحات سے واقفیت، چھٹے پڑھنے والے کے اندر اس کتاب کے مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت ہونا۔

سب سے پہلے امر کی وضاحت میں صرف اتنی دلیل دیتا ہوں کہ اگر کسی کو شیخ ابن عربی کے احوال و شخصیت سے واقفیت نہ ہو، تو ان کی کتب سے قاری بڑی آسانی سے گمراہ ہوسکتا ہے۔ دوسرے نمبر کی وضاحت میں عرض ہے کہ جب تک یہ پتہ نہ ہو کہ کتاب کا موضوع کیا ہے، اس میں استعمال ہونے والی اصطلاحات قاری نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً قبض کا لفظ، اگر طب میں استعمال ہوتو اس کا مطلب انسان کو رفع حاجت نہ ہونا اور یہی قبض کا مطلب تصوف میں استعمال ہوتو اس کا مطلب ہے کہ سالک کی کیفیات پر عارضی طور پر کسی وجہ سے پردہ آجانا اور سلب ہوجانا۔ پہلے تو ذکر میں خوب دل لگ رہا تھا پھر یکا یک دل بالکل اچاٹ ہوگیا۔ پہلے تو نماز میں خوب خشوع و

خضوع تھا پھر یک دم دل لگ ہی نہیں رہا۔ اب کسی انجان شخص نے، جسے تصوف کی شُد بُد نہ تھی، تصوف کی کتاب میں یہ واقعہ پڑھا کہ ایک پیر صاحب کے مرید تھے۔ ان کو قبض ہوگئی۔ شیخ کے پاس آئے اور کہا کہ بری حالت ہے۔ شیخ نے کہا کہ جاؤ! فلاں مدرسے میں چھوٹے بچے پڑھتے ہیں۔ ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرو اور ان سے دعا کراؤ۔ وہ مرید گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت ٹھیک کردی۔ اب وہ قاری شور مچائے کہ جس کو رفع حاجت نہ ہو اس کو چاہیے کہ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اس شخص کو کہا جائے گا کہ بھائی یہ تصوف کا قبض ہے طب کا نہیں کیونکہ کتاب تصوف کی ہے اب لفظ وہی ہے مگر فن کے بدلنے سے معنی بدل گیا۔

دوسری مثال

مفرد کا لفظ علم نحو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ منطق میں بھی مگر علم نحو میں مفرد کی تعریف اور ہے اور منطق میں اور۔ منطق کی کتب میں مفرد کی تعریف اہل منطق کے مطابق کی جائے گی اور نحو کی کتب میں نحاۃ کے مطابق۔

تیسری مثال

اس طرح صحیح کا لفظ اہل لغت کے ہاں اس کا مطلب اور ہے، علم صرف میں اور، اور علم نحو میں اور لفظ ایک ہی ہے مگر جس فن میں استعمال ہوگا اس فن کے مطابق اس کی تشریح کی جائے گی۔

تیسرے نمبر کی وضاحت کیلئے علم کلام کی کتب کافی ہیں جو فلاسفہ کے اشکالات

اور رد سے بھری ہوئی ہیں۔ عام قاری پڑھ کر پریشان ہوتا ہے مگر جب اس ماحول سے واقف ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا کیا حال تھا اور فلاسفہ کس طرح گمراہ کر رہے تھے وہی قاری ان متکلمین کی تحسین کرتا ہے۔

چوتھے نمبر کی وضاحت میں عرض ہے کہ تحفہ قادریہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اے جمال اللہ! میرے بھائی مہتر عیسیٰ علیہ السلام کو میرا سلام کہنا (ص ۱۱ تحفہ قادریہ)۔

اب مہتر کا لفظ ہمارے علاقے میں اور معنی رکھتا ہے اور ان کے ہاں اور۔

بندر کا لفظ ہمارے ہاں اور معنی رکھتا ہے اور عرب میں خوبصورت آدمی کو کہتے ہیں۔

جابر کا لفظ ہمارے ہاں اور معنی رکھتا ہے اور اہلِ عرب کے ہاں اور۔

بنگال کے بعض علاقوں میں شاعر سے شعر کی فرمائش کرنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ اب آپ بکیے اور ہمارے ہاں بدتمیزی میں شمار کیا جاتا ہے۔

پانچویں امر کی وضاحت یہ ہے کہ بعض مصنفین کی اپنی خاص اصطلاحات ہوتی ہیں۔ مثلاً شاہ ولی اللہؒ کی حجۃ اللہ میں کئی اصلاحات خاص ہیں۔ جن کی تعریف شاہ صاحب الگ کرتے ہیں۔ اب قاری کو چاہیے کہ شاہ صاحب کی کتب کو پڑھتے ہوئے ان اصطلاحات کا ترجمہ شاہ صاحب کے مطابق کرے۔ اسی طرح علامہ اقبالؒ کی شاعری میں ''خودی'' کا لفظ۔ چنانچہ مصنف اپنی عبارت کا جو مطلب بیان کرے گا وہ مانا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی مصنف کا معتبر شاگرد اپنے استاد کے الفاظ کی تشریح

کرے گا تو اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ فقہ میں اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ چھٹا امر تو واضح ہے کہ عامی اگر قرآن و حدیث براہِ راست پڑھے گا بغیر استعداد کے یا جرح و تعدیل کا فن سمجھے بغیر ان کتب کو پڑھے گا تو کیا نتیجہ نکلے گا؟ ہر عاقل پر واضح ہے۔

ان چھ امور کی وضاحت کے بعد عرض ہے:

صراط مستقیم بھی ایک کتاب ہے جس کے پڑھنے کیلئے ان چھ امور کا خیال رکھتے ہوئے پڑھا جائے گا اور صراط مستقیم کی عبارت کی تشریح انہی چھ امور کے تحت کی جائے گی۔

پہلا جواب

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ "صراط مستقیم" تصوف کے موضوع پر لکھی گئی تھی لہٰذا اس میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی تشریح:

۱) تصوف کے مطابق کی جائیں گی۔

۲) اگر مصنف سے اس تشریح میں مدد ملے تو اس کو تسلیم کیا جائے گا یا مصنف کے کسی شاگرد سے اس اصطلاح کی تشریح کے حوالے سے کوئی بات منقول ہو تو اس عبارت کی تشریح اسی لحاظ سے ہوگی۔

مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ "ہمت" استعمال ہوا ہے۔ سید احمد شہیدؒ فرماتے ہیں:

شیخ اور اس کی مثل قابل تعظیم ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہو کی جانب "ہمت کا عمل" کرنا بدتر ہے اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے"۔

بریلویوں سے دوسرا سوال؟

اس ہمت سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کی تشریح اور تعریف اس مقام پر لغت کے اعتبار سے کی جائے گی۔ ہرگز نہیں، اس ہمت کی تشریح یقیناً تصوف اور اہل طریقت کے مطابق کی جائے گی۔

''ہمت'' کی دو تعریفیں اور تین جواب

اس ''ہمت'' کی بنیادی طور پر ہمیں دو تعریفیں ملتی ہیں، پہلی تعریف میں دو صورتیں ہیں اس لحاظ سے کل ۳ جواب بنتے ہیں۔

پہلی تعریف

قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کے نزدیک

قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ جو کہ سید احمد شہیدؒ سے پہلے کے زمانے کے بزرگ ہیں یہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی متوفی 1191 ھجری اپنی مشہور تالیف کشاف اصطلاحات الفنون میں ''ہمت کی تعریف کرتے لکھتے ہیں۔

فی اللغة القصد الی وجود الشیء اولاً وجوده اعم من ان یکون الی شریف او خسیس و خصت فی العرف بحیازة المراتب العلیة و قد تطلق علی الحالة التی تقتضی ذالک القصد او الحیازة

ترجمہ: ''لغت میں کسی شے کے وجود کی طرف اولاً قصد کرنا، عام ہے کہ اس شے کا وجود عزت والا ہو یا گھٹیا اور عرف میں خاص کیا جاتا ہے بلند مرتبوں کے حاصل اور جمع کرنے کیلئے اور کبھی بولا جاتا ہے ایسی حالت پر جو تقاضا کرتی ہے اس ''قصد'' اور'' حاصل کرنے کا''۔

اس تعریف سے دو باتیں پتا چلیں:

''ہمت'' کے عمل میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ قصد یا حاصل کرنا اس کو آسان الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ یا اس میں افادہ (فائدہ پہنچانا) ہے یا استفادہ (فائدہ حاصل کرنا) کیونکہ حاصل کرنا استفادہ کی شکل ہے اور قصد عام ہے فائدہ پہنچانے کیلئے بھی ہوسکتا ہے اور استفادہ (فائدہ حاصل کرنے) کیلئے بھی۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے نزدیک

اس تعریف کی مزید وضاحت سید احمد شہیدؒ کے مرید خاص اور شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ سے یوں ملتی ہے۔ نیز یہ تعریف (مفہوماً) بریلویوں کے ہاں مسلمہ بزرگ میاں جی شیر محمدؒ شرقپور شریف اور دیگر حوالوں سے بھی ثابت ہے۔

ایک بار پھر وضاحت کرنا چاہوں گا کہ کسی بھی عبارت پر دوسرا اعتراض کرے تو اس کی تشریح کا پہلا حق خود مصنف کو ہے۔ مصنف کے سکوت کی صورت میں اس کے معتبر شاگرد جو تشریح بیان کریں۔ بریلویوں کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب بھی اس اصول کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اب آپ سے مواخذہ ہے اور خصوصاً خود آپ کے لفظوں کا دوسرا کیوں

شارح بنے تصنیف را مصنف نیکو کند بیان (مصنف تصنیف کو اچھی طرح بیان کرتا ہے؛ کلیات؛ مکاتیب احمد رضا ص ۱۸۱)۔

کاش مولوی احمد رضا خان خود بھی اس اصول کی پاسداری کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ، حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی اور حضرت سہارنپوریؒ کی ان تشریحات اور تصریحات کو مانتے جو ان حضرات نے اپنی عبارات پر الزامات کے جواب میں بنفس نفیس خود تحریر کیں۔

نوٹ: بریلوی حضرات کے نزدیک بڑے سے لے کر چھوٹے تک سب کے نزدیک صراط مستقیم کی عبارت معترضہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی سمجھی جاتی ہے اس لیے کلیات مکاتیب رضا کے حوالے سے بیان کردہ اوپر کے حوالے کی روشنی میں بریلویوں پر شاہ شہیدؒ کی بیان کردہ تعریف دلیل قاطع ہے۔ عبقات میں ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیے عبقات کے حوالے سے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تعریفِ ہمت:

دوام حضور والوں کی قوت واہمہ میں اس کی قدرت پیدا ہوجاتی ہے کہ کسی خاص کام کے وقوع پر یا کسی فائدے کی بات کے حصول پر، ضرر رساں امر کے ازالے پر اپنی قوت واہمہ کی توجہ کو مرتکز کردیں یا کسی کے دل میں اپنی محبت ڈالنا چاہیں تو جیسا وہ چاہتے ہیں وہی واقع ہوجاتا ہے اسی کا اصلاحی نام ''ہمت'' ہے (ص ۳۴۸ مترجم)۔

اس تعریف سے پتا چلا کہ ہمت ایک خاص عمل کا نام ہے جس میں دوسرے کے فائدے یا اپنے فائدہ کیلئے ''توجہ کو مرکوز کیا جاتا ہے۔ یہاں ''توجہ'' سے مراد توجہ کا

لغوی معنی نہیں بلکہ اصطلاحی معنی عندالصوفیاء مراد ہے۔

اس توجہ کی اصطلاحی تعریف کیا ہے جس کا ذکر تعریفِ مذکورہ بالا میں بھی ہوا ہے۔ شاہ اسماعیلؒ عبقات ہی میں فرماتے ہیں:

"کسی دوسرے آدمی کے واہمہ سے اپنی قوت واہمہ کا ربط دوام حضور والے لوگ قائم کر سکتے ہیں اور اس کا رخ اس دوسرے شخص کے واہمہ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس دوسرے آدمی کا واہمہ بھی اس کیفیت کے گونہ اثر کو ایک حد تک محسوس کرنے لگتا ہے۔ جو صاحب دوام حضور میں پائی جاتی ہے دوسرے کی قوت واہمہ سے صاحب دوام حضور اپنی قوت واہمہ کا جو ربط قائم کرتے ہیں اس کا اصطلاحی نام "توجہ" ہے (ص ۳۴۸ عبقات مترجم)۔

مفتی احمد یار نعیمی کے نزدیک

بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے مفتی احمد یار نعیمی جنہیں بریلوی حضرات حکیم الامت کہتے ہیں، لکھتے ہیں۔

"توجہ کے معنی ہے دھیان دینا، اپنے دل کو کسی طرف لگا دینا۔ صوفیاء کرام کا دل کامل نورانی ہوتا ہے اور اعلیٰ نور کی خاصیت روشنی بھی ہے اور پاک کرنا فیض پہنچانا بھی۔ دیکھو آفتاب کی نورانی شعائیں روشنی کے ساتھ گندی زمین کو خشک کر کے پاک بھی کر دیتی ہیں اور کھیتیاں بھی پکاتی ہیں۔ چاند کی نورانی شعائیں پھلوں میں دودھ پیدا

کرتی ہیں ستاروں کی شعائیں پھلوں میں لذت اور رنگت بھرتی ہیں۔ ایسے ہی قلب شیخ کی نورانی کرنیں مرید کے قلب میں صفائی ایمانی قوت وغیرہ پیدا کر دیتی ہیں (ص ۳۳۸ رسائل نعیمیہ)۔

صاحب زادہ عمر بیر بلوی کے نزدیک

جیسا کہ کتب تصوف اور خود بریلویوں کی کتب ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہیں توجہ کا انہی معنی میں استعمال ملاحظہ فرمائیے۔ صاحب زادہ عمر بیربلوی جو بریلوی مسلک ہی سے تعلق رکھتے ہیں، لکھتے ہیں۔

یوں تو توجہ حاضرانہ سے ہمیشہ سرفراز فرماتے اور حاضری کے دنوں میں کبھی دل سے کبھی جسم مبارک سے اور کبھی ہاتھ مبارک سے کبھی مراقبانہ صورت میں توجہ فرماتے (انقلاب حقیقت ص ٦٠)۔

توجہ کا یہ عمل چھوٹوں کی جانب افادہ (فائدہ پہنچانے) کیلئے اور بڑوں کی طرف فائدہ لینے کیلئے ہوتا ہے۔

ہمت کے عمل میں اس توجہ کا بھی استعمال ہوتا ہے اور اتنی بات تو واضح ہوگئی کہ ہمت کے اس عمل میں کبھی تو توجہ کو استعمال کیا جائے گا فائدہ پہچانے کیلئے اور کبھی فائدہ حاصل کرنے کیلئے۔

قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ نے اس معنی کو ادا کرنے کیلئے ''قصد'' اور'' حیازۃ'' کے الفاظ استعمال کیے۔ قصد میں دونوں صورتیں آگئیں یعنی افادہ اور استفادہ۔ حیازۃ میں

استفادہ۔ اب دوبارہ ملاحظہ فرمائیے عبقات کا حوالہ شاہ شہیدؒ کے قلم سے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے افادہ کی صورتوں کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا۔

''کسی ضرر رساں امر کے ازالے، کسی کے دل میں محبت ڈالنا، کسی خاص کام کے وقوع پر'' اور استفادہ کو بیان کیا ''کسی فائدے کی بات کے حصول پر'' یہ دو معنی ہیں جو اس تعریف سے نکلتے ہیں۔

''ہمت'' شاہ غلام علی نقشبندی مجددیؒ کے نزدیک

اب ہمارے اسی موقف کے حوالے سے اگلا حوالہ ملاحظہ کیجئے:

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور شیخ مرزا مظہر علی جان جاناں کے خلیفہ مجاز شاہ غلام علی دہلویؒ متوفی ۱۲۴۰ ھجری (۱۸۲۴عیسوی) اپنے مکاتیب میں اپنے ایک خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''درد دل داشتہ ہمت وتوجہ نماید ذکر یکہ از بزرگان رسیدہ
است در دل طالب در آیدو حرکت پیدا شود''

ترجمہ: دل میں رکھ کر ''ہمت اور ''توجہ'' دیں وہ ذکر جو بزرگوں سے پہنچا ہے، طالب کے دل میں آئے گا اور حرکت پیدا ہوگی۔ (مکاتیب شاہ غلام علی ص ۲۲۰ فارسی)۔

دیکھیے یہاں بھی ہمت کو ایک ایسے عمل کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس کو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے استعمال کیا جائے۔

خیال آنا، خیال کرنا، دھیان جانا، دھیان کرنا، یا متوجہ ہونا (لغوی) قطعاً اس اصطلاح کا معنی نہیں۔ اب ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجیے۔

حضرت میاں جی شیر محمدؒ کے نزدیک

حضرت میاں شیر محمدؒ شرق پور شریف والے، جن کو متفقہ طور پر بریلوی مسلک کے علماء تسلیم کرتے ہیں، کی سوانح حیات میں حضرت میاں صاحب کے حوالے سے ''ہمت'' کی تعریف میں لکھا ہے۔

''حضرت میاں صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے الہمت اسم الاعظم اس کی بھی بندہ (مؤلف خزینہ معرفت) تشریح کرتا ہے ایک ہمت تو عام ہے دوسری ہمت خاص۔ ہمت عامہ تو یہ ہے کہ جب تک کسی کام میں ہمت نہ کی جائے وہ کام نہیں ہوسکتا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب خداوند تعالیٰ نے لفظ کن کہہ کر موجودات کو پیدا کیا تو ہمت کو روبرو حاضر کیا اور فرمایا اے ہمت جس میں تو ہوگی اس نے دوجہان کے کام اچھے ہوجائیں گے جن میں تو نہ ہوگی اس کے دونوں جہاں کے کام بگڑ جائیں گے۔ باطنی ہمت حضرت سلطان العارفین بایزید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم اسم ذات ہی ہے جب اس کا کثرت سے ذکر کیا جائے تو ذاکر کے دل میں ایک ہمت پیدا ہوجاتی ہے اس ہمت سے کشف اور تصرف و کرامات صادر ہوتے ہیں۔ اس وقت یہی اسم، صاحب تصرف کسی پر صرف کرنا ہے تو خوارق عادات ہوجاتی ہیں (خزینہ معرفت ص ۲۹۲)۔

حضرت تھانویؒ بھی امداد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں:

''خاص کیفیات محمودہ کا دوسرے شخص پر افاضہ کیا جاوے جس سے اس میں آثار خاصہ پیدا ہوجاویں۔ اور یہ آثار اغراض و مقاصد کے اختلاف کی بنا پر مختلف انواع و الوان کے ہوتے ہیں اور اس تائید کو اہلِ تصوف کی اصطلاح میں تصرف، توجہ اور ہمت اور جمع خواطر کہتے ہیں'' (ص ۲۲۸ امداد الفتاویٰ جلد ۵)۔

حضرت تھانوی کا حوالہ اس لیے دیا گیا ممکن ہے بریلوی حضرت شور مچائیں اس عبارت کا جو معنی اور تشریح تم کر رہے ہو پہلے کسی نے نہیں کی۔ اس کے جواب کے طور پر حضرت تھانویؒ کا حوالہ نقل کردیا۔ نیز صراط مستقیم ہمارے بزرگوں کی کتاب ہے اس کی اصطلا ح کی تعریف میں جو کچھ شاہ اسماعیلؒ نے لکھا اس کیلئے تائید کے طور پر حضرت تھانوی کا قول لایا گیا ہے۔ (باقی بریلوی حضرات پر دیگر حوالے بطور حجت کافی ہیں)۔

ان حوالہ جات سے درج ذیل امور پتا چلے ۔

۱۔ ہمت ایک خاص عمل کا نام ہے توجہ کرنا (لغوی)، خیال کرنا، خیال آنا، متوجہ ہونا (لغوی) قطعاً قطعاً اس کا معنی نہیں۔

۲۔ یہ ہمت کا عمل دو غرضوں سے ہوتا ہے۔ ایک افادہ کیلئے یا استفادہ کیلئے۔ عام قارئین کیلئے اس کی آسان تشریح یوں ہے کہ بعض اوقات کسی دوسرے پر کوئی خاص کیفیت کا عکس ڈالا جاتا ہے یہ صورت افادہ کی (دوسروں کو فائدہ پہنچانے) کی ہے۔ یہ بڑا، اپنے سے چھوٹے کی طرف کرے گا۔ اور بعض اوقات دوسرے سے فائدے کے حصول کیلئے کیا جائے گا یہ استفادے کی شکل ہے۔ یہ چھوٹے کی طرف سے اپنے سے بڑے کیلئے ہوگا۔

چنانچہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کے الفاظ عبقات میں دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔

کس فائدے کی بات کے حصول پر یا ضرر رساں امر کے ازالے پر اپنی قوت واہمہ کی توجہ مرتکز کردیں (ص ۳۴۸، عبقات مترجم)۔

اب ان حوالہ جات کو منطبق کریں صراط مستقیم کی عبارت پر:
کہ "ہمت" کا عمل کرنا شیخ یا اس کی مثل قابل تعظیم ہستیوں کی جانب خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہوں۔

اب افادہ (فائدہ پہنچانا) والے معنی کو لیں جو بڑا چھوٹے کی طرف کرتا ہے تو مطلب یہ بنے گا کہ کوئی مرید اپنے پیر پر اپنی کیفیت کا عکس ڈالے۔ یقیناً ایسا مرید بے ادب کہلائے گا اور اگر کوئی امتی، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں (نعوذ باللہ) ایسا عمل کرے تو شائد اس کا ایمان بھی نہ بچے۔ اور وہ یہی عمل اپنے گائے اور گدھے پر کرے تو یقیناً وہ ایک حقیر اشیا ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اپنے شیخ کی جانب یہ عمل کرنا یقیناً بدتر ہے اپنی گائے اور گدھے کی جانب عمل کرنے سے اور یہی بات سید احمد شہیدؒ نے لکھی۔
اب اس تشریح کے مطابق ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ سید احمد شہیدؒ نے آگے چل کر شرک کی بات کی ہے۔ اس کا جواب مختصراً عرض خدمت ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت میں دو باتیں بیان کی گئیں تھیں:

۱۔ ہمت کا عمل حالتِ نماز میں اور اس کا حکم۔

۲۔ غیراللہ کی تعظیم اور بزرگی جو مقصود ہو نماز میں، اور اس کا حکم۔

ہمت کے پہلے معنی کے لحاظ سے جب افادہ (فائدہ پہنچانا) مقصود ہو تو شیخ یا

ان کی مثل قابل احترام شخصیات کی جانب جب ہمت کا عمل کیا جائے گا تو شیخ کی تعظیم مقصود کے درجے میں ہوگی۔ یاد رہے کہ مطلق تعظیم آنے پر سید احمد شہید کوئی کلام نہیں کر رہے وہ تو فرما رہے ہیں کہ:

این تعظیم و اجلال غیر در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد

نماز میں غیر اللہ کی تعظیم کو مقصود بنانا شرک کی طرف لے جاتا ہے مطلق تعظیم کے آنے میں کوئی کلام نہیں۔ نماز میں یہ تعظیم جو مقصود ہو، کیوں شرک ہے۔ اس کی مکمل وضاحت بالتفصیل آگے آرہی ہے دیکھیے عنوان ''چار فیصلہ کن حوالے''اور بریلوی اکابرین کے حوالے۔

مختصراً صرف اتنا عرض ہے کہ یہ وہ شق ہے جس کا اقرار مولوی احمد رضا خان صاحب کو بھی ہے، حوالہ آگے آرہا ہے۔

پہلے جواب کا خلاصہ

۱) اس عبارت میں ہمت کا ذکر ہے جو تصوف کی خاص اصطلاح ہے۔

۲) پہلے معنی کے لحاظ سے ہمت کے عمل میں خاص کیفیت کا ثر دوسرے پر ڈالا جاتا ہے۔

۳) یہ عمل بڑا چھوٹے کی طرف کرتا ہے۔ چھوٹا بڑے کی طرف کرے گا تو بے ادبی ہے۔

۴) ہمت کے اس عمل کو اس لیے منع کیا گیا نیز اس عمل میں تعظیم بھی مقصود ہوتی ہے جو شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

عبارت معترضہ کا دوسرا جواب

دوسرا جواب ہمت کے اس دوسرے معنی پر مبنی ہے جو کہ اوپر نقل کیا ہے یعنی ''کسی سے فائدہ کا حصول''۔

جو چھوٹا اپنے سے بڑے کی طرف کرے۔ جب چھوٹا اپنے سے بڑے کی طرف یہ ''عمل ہمت'' کرے گا کسی فائدے کے حصول کیلئے تو اس ''عملِ ہمت'' کے ساتھ ہی اس کے دل میں تعظیم بھی مقصود کے درجہ میں ہوگی کیونکہ عمل ہمت میں استفادے کیلئے یہ ضروری ہے۔ یہ ذہن میں رہے کہ یہ عمل ہمت نماز میں ہورہا ہے۔ اگر نماز میں نمازی قصداً اپنا مقصود تعظیم غیر اللہ کو بنالے تو آیئے دیکھتے ہیں کہ محدثین حضرات اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ آخر میں اتمام حجت کیلئے مولوی احمد رضا اور دیگر بریلوی حضرات کے حوالے نقل کیے جاتے ہیں۔ ان حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ نمازی کا نماز میں کسی قابل تعظیم ہستی کی تعظیم کو حالت عبادت میں مقصود بنانا شرک ہے اور یہی بات سید احمد شہیدؒ نے لکھی کہ ہمت کے عمل میں یہ تعظیم (مقصود کے درجے میں ہونے کی وجہ سے) شرک کی طرف لے جاتی ہے جس کا اقرار خود مولوی احمد رضا خان نے بھی کیا۔ ہے ایک بار پھر دہرانا چاہوں گا کہ کلام مطلق تعظیم ''آنے'' یا ''کرنے'' میں نہیں بلکہ اس تعظیم میں ہے جو حالت عبادت میں مقصود ہو، حوالے ملاحظہ فرمائیں:

بخاری شریف کا حوالہ

بخاری شریف میں سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت ہے کہ:

''ام المومنین ام حبیبہ اور ام سلمۃ رضی اللہ عنہما نے حبشہ میں ایک یہودیوں کی عبادت گاہ کا ذکر کیا جس میں تصاویر تھیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ذکر کیا تو ارشاد فرمایا:

ان اولئک اذا کان فیھم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور فاولئک شرار الخق عنداللہ یوم القیمۃ

بے شک ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی ہوتا پس جب وہ مرجاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس مسجد میں اس کی تصاویر بناتے پس وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن، مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہوں گے۔ (باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیہ، کتاب الصلوۃ الصحیح البخاری جلد ا ص ۱۲۷ مکتبہ رحمانیہ)۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن بطالؒ متوفی ۴۴۹ ہجری اپنی شرح بخاری شریف میں لکھتے ہیں:

وذلک انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اخبر ان الیھود یتخذون قبور انبیائھم مساجد و یقصدونھا لعبادتھم و قد نسخ اللہ جمیع المعبودات بالاسلام والتوحید وامر لعبادتہ وحدہٗ لا شریک لہٗ..................فیہ نھی عن اتخاذ القبور مساجد و عن فعل التصاویر قال المھلب و انما نھی عن ذالک واللہ اعلم قطعا للذریعۃ ولقرب عبادتھم الاصنام و اتخاذ القبور

والصورة الهة (شرح صحیح بخاری ، علامه ابن بطال مکتبه الرشد).

''اور(ان کے بدترین ہونے کی) وجہ یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بناتے تھے اور اپنی عبادت سے ان قبور کا ارادہ کرتے تھے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اسلام اور توحید کے ساتھ تمام معبودات کو ختم کر دیا اور ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا ....اور اس میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور تصاویر کے فعل کی ممانعت ہے۔ مہلب نے کہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (شرک کے) ذریعہ کو قطع کرنے کیلئے اور ان کی عبادت کے بتوں (پرستی) کے قریب ہونے اور اپنے قبروں اور تصاویر کو معبود بنانے کی وجہ سے، منع کیا''۔

یعنی یہود اپنے انبیائے کرام علیھم السلام کی قبور پر سجدہ گاہ بنالیتے تھے اور ان پر عبادت کرنے سے انْ قبور یعنی صاحب قبور (انبیاء) کا ارادہ کرتے تھے چونکہ یہ عمل عبادت کے دوران تھا، اس لیے یہ بھی عبادت کا حصہ بنا۔ انبیائے کرام علیھم السلام کی عبادت درست نہیں۔

قارئین کرام! یہ بات واضح ہے کہ یہود جو نماز سے ان قبور کا ارادہ کرتے تھے وہ ان انبیائے کرام علیھم السلام کی عظمت و تعظیم کی وجہ سے کرتے تھے اور قبر کی تعظیم درحقیقت، صاحب قبر کی تعظیم ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ''یہود نماز سے اپنے انبیاء علیھم السلام کی تعظیم کا ارادہ کرتے تھے''۔

یہود کے اس عمل کو علامہ ابن بطالؒ نے شرک قرار دیتے ہوئے اس کی ممانعت کی وجہ یہ بیان کی اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ تمام معبودات کی عبادت کو اسلام اور توحید کے ذریعے ختم کر دیا ہے۔ یعنی یہود کا یہ عمل کہ وہ نماز میں اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم کا ارادہ کرتے تھے، یہ ان کی عبادت کرنا ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔

''ہمت'' کے عمل میں جو حالت نماز کے دوران کیا جائے اس میں بھی نبی علیہ السلام یا شیخ کی تعظیم مقصود کے درجہ میں کرنا پڑتی ہے کیونکہ ہمت کے عمل میں استفادہ کیلئے ضروری ہے اور اوپر گزر چکا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم کو مقصود بنانا نماز سے، شرک اور عبادت غیر اللہ ہے اسی وجہ سے سید احمد شہیدؒ نے لکھا تھا کہ:

ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد

یہ تعظیم و بزرگی، غیر اللہ کی جو نماز میں مقصود ہوتی ہے، شرک کی طرف لے جاتی ہے۔

کیا یہ بات جو سید احمد شہیدؒ نے بیان کی، علامہ ابن بطالؒ نے نہیں کی؟؟؟

قارئین اس حوالے سے واضح پتا چلتا ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت معترضہ کا مضمون، سنت کی تعلیمات کے مطابق ہے۔

جو وضاحت بندہ نے کی ہے اس کی تائید آگے آنے والے حوالوں سے واضح ہو رہی ہے

حافظ ابن رجب حنبلیؒ کے نزدیک

حافظ ابن رجب حنبلیؒ، اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں اسی حدیث

کی تشریح میں لکھتے ہیں :

فان كانت القبور محترمة اجتنبت الصلوٰة فيها وان كانت غير محترمة كقبور مشركى الجاهلية ونحوهم ممن لا عهد لهٗ ولا ذمة مع المسلمين فانه يجوز نبشها و نقل ما يوجد فيها من عظامهم والصلوٰة فى موضعها.

ترجمہ: پس اگر قبور قابل احترام ہوں تو نماز پڑھنے سے منع کیا جائے گا اور اگر قبور غیر محترم ہوں جیسے جاہلیت کے مشرکین کی قبور اور ان کی مثل جن سے ہمارا کوئی وعدہ یا مسلمانوں کے ساتھ کوئی ذمہ نہ ہوتو جائز ہے ان قبور کا کھولنا اور ان کی ہڈیوں کونقل کرنا اور نماز ان کی قبور کی جگہ پڑھنا (فتح الباری حافظ ابن رجب حنبلی مطبوعہ مکتبہ الغرباء الاثریہ)۔

اس حوالے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قبور کے قابل احترام ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے سے منع کیا جائے گا۔ وجہ یہی ہے کہ قابل احترام قبور کے پاس نماز پڑھنے کی صورت میں ان قابل احترام شخصیات کی تعظیم حالتِ نماز میں آئے گی اور نماز میں قصداً کسی قابلِ احترام شخصیت کی ایسی تعظیم کرنا جوعبادت مقصود ہو، درست نہیں۔ یاد رہے کہ قبر کی مٹی کا کوئی احترام نہیں کر رہا ہوتا جوکوئی تعظیم کرتا ہے تو صاحب قبر کی کرتا ہے۔ بس صاحب قبر کی یہ تعظیم اگر نماز میں مقصود کے طور پر درست نہیں تو ہمت کے عمل میں یہ تعظیم جو حالت نماز میں مقصود ہوتو وہ بھی عبادت کے طور پر ہونے کی بنا پر شرک بن جائے گی اور نا قابل احترام قبور میں یہ تعظیم نہیں آئے گی وہاں نماز جائز ہے جیسے بیل اور گدھے کی طرف ہمت کے عمل سے کوئی تعظیم نہ آئے گی۔ اس عبارت سے

بھی صراط مستقیم کی تائید ہوگئی۔ مزید ملاحظہ کریں۔ یہی حافظ ابن رجب حنبلیؒ مزید آگے فرماتے ہیں:

و عللوا بان الصلوٰة فی المقبرة و الی القبور انما نهی عنه سدالذریعة الشرک فان اصل الشرک و عبادة الاوثان کانت من تعظیم القبور و قد ذکر البخاری فی صحیحه فی تفسیر سورة نوح عن ابن عباس رضی الله عنهما معنی ذلک و سنذکره فیها بعد ان شاء الله (فتح الباری للحافظ ابن رجب حنبلیؒ مکتبہ الغربا الاثریہ)۔

ترجمہ: اور (علماء نے) اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ قبرستان کی طرف نماز پڑھنا اس شرک کے ذریعے سے روکنے کے لئے منع کیا گیا۔ کیونکہ شرک اور بتوں کی عبادت کی بنیاد قبروں کی تعظیم ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سورہ نوح کی تفسیر میں اس معنی کو ذکر کیا ہے اور ہم عنقریب اس کو ذکر کریں گے ان شاء اللہ" (فتح الباری، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ۔

قارئین! علت بھی واضح سامنے آگئی کہ تعظیم قبور کی وجہ سے نماز پڑھنے سے منع کیا اور قبر کی مٹی کی کوئی تعظیم نہیں کرنا جو تعظیم کرتا ہے وہ صاحب قبر کی تعظیم کی وجہ سے کرتا ہے۔ صاحب قبر کی تعظیم حالت نماز میں واضح فرمادیا کہ شرک کی طرف لے جانے والی ہے۔ وجہ وہی ہے کہ نمازی کے دل میں یہ تعظیم مقصود ہوجائے گی عبادت ادا کرتے وقت اور اگر عبادت کے طور پر یہ تعظیم کر بیٹھا تو

شرک کر دیا جیسا کہ حوالہ میں شرک کی بنیاد بتائی گئی اور شرک کے ذریعے سے روکنے کیلئے منع کیا گیا۔ ان حوالہ جات سے یہ بات بھی بالکل واضح ہوگئی کہ بریلوی حضرات جو شور مچاتے ہیں کہ اس امت میں شرک نہ ہوگا اور شرک صرف بتوں کی پوجا کا نام ہے جیسا کہ اشرف آصف جلالی اور اشرف سیالوی اور دیگر بریلوی کہتے رہتے ہیں، یہ سب حوالہ جات ان تمام بریلویوں کے دلائل کا منہ توڑ جواب ہے جو وہ اپنے شرک کے جواز میں دیتے رہتے ہیں۔ اس موضوع پر مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں بندہ کا مقدمہ جو مولانا ابو ایوب صاحب دامت برکاتہم کی کتاب گلستان توحید و رسالت کے شروع میں ہے۔ مولانا ابو ایوب صاحب کی یہ کتاب اشرف سیالوی کی کتاب گلشن توحید و رسالت کے جواب میں بہت عمدہ کتاب ہے۔

سردست، یہ بندہ کا موضوع نہیں۔ اب اگلا حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

حافظ حجر عسقلانی ؒ کی تشریح

امام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں باب بناء المسجد علی القبر کے تحت لکھتے ہیں:

ان المنع من ذلک انما هو حال خشیة ان یصنع بالقبر کما صنع اولئک الذین لعنوا واما اذا امن ذلک فلا امتناع فقد یقول بالمنع مطلقا من یری سدا للذریعة وهو هنا متجة قوی

بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس سے منع کرنا اس خدشہ کی وجہ

سے تھا کہ (آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) قبر مبارک کے ساتھ بھی ایسا کیا جائے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا جن پر لعنت کی گئی اور بہر حال اگر اس سے امن ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جن کے نزدیک (شرک کے) ذریعہ کو روکنا تھا۔ وہ مطلق منع کا کہتے ہیں اور یہاں یہ وجہ قوی ہے (جلد ۳ فتح الباری، حافظ ابن حجرؒ باب بناء المسجد علی القبر)۔

اس حوالے میں بھی نماز پڑھنے کی ممانعت قبر کے شرک کے ذریعے کو روکنے کیلئے قرار دی گئی اوپر اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ کے نزدیک

عمدۃ القاری میں باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ والی مذکورہ حدیث کی تشریح میں علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں:

قال البیضاوی لما کانت الیھود والنصاریٰ یسجدون بقبور الانبیاء تعظیما لشانھم ویجعلون قبلۃ یتوجھون فی الصلوٰۃ نحوھا واتخذوھا اوثانا لعنھم النبی ﷺ و منع المسلمین عن مثل ذالک

''قاضی بیضاوی نے کہا کہ جب یہود و نصاریٰ انبیاء کی قبور کو سجدہ کرتے ان کی شان کی تعظیم کرتے ہوئے، اور ان کی قبور کو قبلہ بناتے ہوئے اور نماز میں ان کی جانب متوجہ ہوتے اور ان قبروں کو

بت بنالیا، نبی علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس کی مثل منع کیا"۔

یہ حوالہ پہلے حوالوں سے زیادہ واضح طور پر اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے جس سے بریلوی حضرات اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل امور واضح ہوئے۔

۱) پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی کہ وہ اپنے انبیاء کرام علیہ السلام کی تعظیم میں غلو کرتے ہوئے ان کی قبور کو سجدہ کرتے۔

۲) نماز میں اپنا قبلہ ان معزز ہستیوں کو بناتے۔

۳) نماز میں قصداً ان کی طرف متوجہ ہوتے۔

۴) مسلمانوں کو بھی ان امور سے منع کیا گیا یعنی اس حوالہ سے پتہ چلا کہ کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ:

(۱) وہ حالتِ نماز میں کسی بزرگ کی عبادت کے طور پر یا مقصود کے طور پر حالت نماز میں تعظیم کرے۔

(۲) حالت نماز میں عبادت کے طور پر یا مقصود کے طور پر متوجہ ہو۔ یہ مقصود کے طور پر متوجہ ہونا ہمت کے عمل میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ لہٰذا صراط مستقیم کی عبارت کی زبردست تائید عمدۃ القاری کے اس حوالے سے بھی ہوگئی۔

مسلم شریف کی روایت

مسلم شریف میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارکہ آتے ہیں۔

الا و ان مـن كـان قبلكـم كـانـوا يتـخـذون قبور انبيـائهم و صـاليـحهـم مساجدا الا فلا تتخذو االقبور مساجدا انى انهاكم عن ذلك (مسلم جلد اباب النهی عن بناء المسجد علی القبر)۔

امام نوویؒ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

قـال العلماء انما نهى النبى ﷺ عن اتخاذ قبره و قبر غيره مسـجـدا خـوفـا مـن الـمبالغة فى تعظيمه وللافتان به فر بما ادى ذالك الى الكفر

"علماء نے کہا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قبر (مبارک) اور دوسری قبر کو مسجد بنانے سے منع کیا خشیت کرتے ہوئے اپنی تعظیم میں مبالغے اور اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ جانے سے کیوں کہ یہ بسا اوقات کفر تک لے جاتا ہے"۔

اس حوالے سے بھی پتا چلا کہ قبر مبارک پر مسجد بنانے سے جب وہاں کوئی نماز پڑھے گا تو حالت نماز میں تعظیم میں مبالغہ نہ کر بیٹھے یعنی تعظیم کو اپنا مقصود نہ بنا لے حالت نماز میں یا، تعظیم کو بطور عبادت نہ کر بیٹھے حالت نماز میں۔ تو یہ اس کو کفر تک لے جائے گا۔ اس حوالے سے بھی پتا چلا کہ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تعظیم جو مقصود کے درجے میں ہو درست نہیں اس حوالے سے بھی صراط مستقیم کی تائید ہوگئی۔

نسائی شریف کا حوالہ

نسائی شریف میں روایت ہے:

ان عائشه رضی الله عنها و ابن عباس رضی الله عنهما قالا لما نزل رسول الله ﷺ فطفق یطرح خمیصة له علی وجهه فاذا اغتم کشفها عن وجهه قال وهو کذلک لعنة الله علی الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ علیل ہوئے (یعنی مرض وفات) تو ایک چادر اپنے چہرے پر ڈال لیتے پھر جب دم گھٹنے لگتا تو چادر چہرہ مبارک سے ہٹاتے اور اسی حال میں فرماتے یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (کتاب المساجد۔ باب النھی عن اتخاذ القبور المساجد جلد ا سنن نسائی)۔

علامہ سندیؒ متوفی ۱۱۳۸ ھجری اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

علامہ سندیؒ کا قول

ومراده بذلک ان یحذر امته ان یصنعوا بقبره کما صنع الیهود والنصاریٰ بقبور انبیائهم من اتخاذهم تلک القبور مساجد اما بالسجود الیها تعظیما لها اوبجعلها قبلة یتوجهون فی الصلوٰة نحوها.

اور اس سے مراد اپنی امت کو ڈرانا تھا اس بات سے کہ وہ ان کی قبر (مبارک) کے ساتھ ایسا کریں جیسا یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء

کی قبور کے ساتھ کیا کہ ان قبور کو مساجد بنا لیا ان کی تعظیم کیلئے ان کی طرف سجدہ کرتے ہوئے یا ان کو قبلہ بناتے ہوئے جن کی طرف وہ نماز میں متوجہ ہوتے تھے (حاشیہ علامہ سندیؒ)۔

قبر قبلہ اسی وقت بنے گی جب نمازی کا مقصود اور توجہ کا مرکز نماز میں قبر یا صاحب قبر ہو یا انتہائی تعظیم نماز میں کرنا (مقصود کے درجے میں) جس کی انتہائی شکل سجدہ ہے۔ اس حوالے سے بھی صراط مستقیم کی عبارت کی تائید ہوئی۔ تشریح اوپر گزر چکی ہے۔

مشکوٰۃ شریف کا حوالہ

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ صحیحین حدیث مبارکہ ہے:

وعن عائشه رضی الله عنها، ان رسول الله ﷺ قال فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد (رقم الحدیث ۷۱۲ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)۔

سید شریف جرجانیؒ کا حاشیہ

علامہ سید شریف جرجانیؒ اپنے حاشیہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

کانه صلی الله علیه وسلم عرف انّه مرتحل و خاف من الناس ان یعظموا قبره کما فعل الیهود والنصاریٰ فعرض للعنهم کیلایعاملوا معه ذلک و قال القاضی ناصر الدین کانت الیهودو والنصاریٰ یسجدون بقبور انبیائهم و

یجعلونھا قبلة و یتوجھون فی الصلوٰۃ نحوھا فقد اتخذوھا اوثانا فلذلک لعنھم و منع المسلمین عن ذلک

جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچان لیا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رُخصت ہونے والے ہیں اور لوگوں سے اس خدشہ کے پیش نظر کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی اس طرح تعظیم کرنے لگیں جس طرح یہود و نصاریٰ نے کیا ان کیلئے لعنت بھیجی تا کہ وہ (امت) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے اور قاضی ناصر الدین نے کہا کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبر کو سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بناتے تھے اور نماز میں ان کی جانب متوجہ ہوتے تھے پس بے شک انہوں نے (یہود و نصاریٰ) نے ان قبروں کو بت بنالیا۔ پس اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع کیا (حاشیہ سید شریف جرجانیؒ علی مشکوٰۃ المصابیح)۔

اس حوالے سے بھی پتہ چلا کہ:

۱) یہود و نصاریٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو نماز میں اپنی توجہ کا مرکز بناتے۔

۲) قصداً حالت نماز میں ان کی طرف متوجہ ہوتے بطور عبادت کے یا تعظیم کو مقصود بناتے ہوئے۔

۳) پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر لعنت بھیجی۔

۴) امت کو ان کاموں سے منع کیا۔

لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم حالت نماز میں ان تمام امور سے بچیں اور ہمت کے عمل میں چونکہ قصداً قابل احترام شخصیت کا تصور مقصود کے درجے میں ایسے کیا جاتا ہے کہ تعظیم غایت ہو، اور مقصود بھی ہو۔ لہذا ہمت کا عمل جس کی مذمت صراط مستقیم میں کی گئی ان احادیث کی روشنی میں موجب شرک بنے گا۔ نیز یہ بھی پتا چلا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم میں غلو اور ان سے مدد چاہنا اور ایسا معاملہ کرنا جیسے اللہ سے کرنا چاہیے یہ شرک ہے جیسے قاضی بیضاوی نے لکھا کہ:

فقد اتخذوها اوثانا

ان یہود و نصاریٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی قبر کو بت بنالیا۔

اس سے ایک بار پھر اشرف سیالوی ، آصف جلالی وغیرہ دیگر بریلویوں کی واضح تردید ہوگئی جو شرک پر توحید کا مصنوعی لیبل لگا کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ کم و بیش یہی عبارت علامہ طیبیؒ نے شرح مشکوٰۃ شریف بنام الکاشف عن حقائق السنن میں بھی تحریر فرمائی ہے۔

اس حوالے کو بریلوی مذہب کے بانی مولوی احمد رضا خان نے بھی نقل کیا ہے دیکھیے حرمت سجدہ تعظیمی ص ۳۳۔

عبادت اور تعظیم

ممکن ہے کہ بریلوی حضرات یہ سوال کریں کہ ان حوالوں میں سے (اور آگے آنے والے حوالوں میں بھی) بعض میں عبادت کے طور پر متوجہ ہونے کا ذکر ہے اور ہم نبی علیہ السلام کی طرف بطور عبادت تو نہیں متوجہ ہوتے۔

جواب: اس سوال کے جواب سے پہلے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ عبادت کہتے کسے ہیں؟

مخدوم علی مہائمی ؒ فرماتے ہیں:

العبادة تذلل للغير عن اختيار لغاية تعظيمه (تفسیر مہائمی جلد ا ص ۲۴ طبع بولاق مصر)۔

"عبادت اپنے اختیار سے دوسرے کی انتہائی تعظیم کی غرض سے اس کیلئے تذلل کا نام ہے"۔

امام رازی لکھتے ہیں:

ان العباده عبارة عن نهاية التعظيم

عبادت کے معنی ہیں انتہائی تعظیم (تفسیر کبیر جز اول ص ۲۴۲)۔

بریلوی حضرات کے ہاں شیخ کس حد تک قابل تعظیم ہے ملاحظہ فرمائیں مولانا احمد رضا خان کے بارے میں لکھا ہے:

"اعلیٰ حضرت اپنے پیر و مرشد کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے"۔ (المیزان احمد رضا نمبر ص ۲۱۹)۔

بریلوی مسلک کے مشہور عالم نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

عبادت وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی الوہیت کے اعتقاد واعتراف کے ساتھ بجالائے (خزائن العرفان ص ۱۰۹۴ مطبوعہ ضیاء القرآن)۔

قارئین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ "غایت تعظیم اور حد درجہ تعظیم میں معنا کوئی فرق نہیں اور یہ بات بھی گزر چکی ہے غایت تعظیم، عبادت کی اصل ہے۔ اس لیے سید احمد شہیدؒ نے غیر اللہ کی تعظیم جو نماز سے مقصود ہو منع کی۔

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ عبادت کی اصل کسی کو انتہائی قابل تعظیم سمجھ کر اس سے فروتنی اور عاجزی کرنا ہے۔ اور غیراللہ کی عبادت یقیناً شرک ہے۔ اسی طرح اگر نمازی نماز میں ہمت کا عمل اپنے شیخ سے استفادے کیلئے کرے، تو جیسا پیچھے گزر چکا ہے کہ ہمت کے اس عمل میں استفادے کیلئے تعظیم مقصود کے درجے میں ہوتی ہے اور نماز میں غیر اللہ کی وہ تعظیم جو مقصود کے درجے میں ہو (نہ کہ مطلق تعظیم) اس کو عبادت کی طرف لے جائے گی اور انبیاء کی عبادت شرک ہے۔ جس کا اقرار خود مولوی احمد رضا خان صاحب کو بھی ہے۔ دیکھیے حرمت سجدہ تعظیمی اور کلیات مکاتیب احمد رضا خان کا حوالہ جو آگے آ رہا ہے۔ اس تشریح سے بھی صراط مستقیم کی ایک بار پھر تائید ہو جاتی ہے۔

چار فیصلہ کن حوالے

۱۔ مشکوٰۃ شریف، جو کہ علامہ خطیب تبریزیؒ کی تالیف ہے، کی بنیاد مصابیح السنہ ہے۔ جو امام بغویؒ کی تالیف ہے۔ مذکورہ بالا حدیث جو مشکوٰۃ المصابیح کے حوالے سے لکھی گئی، امام بغویؒ کی کتاب مصابیح السنہ میں بھی موجود ہے۔

علامہ تورپشتیؒ کی تشریح

اس کتاب مصابیح السنہ کی بہترین شرح امام ابوعبداللہ فضل اللہ بن الحسن تورپشتیؒ متوفی ۶۶۱ ھجری نے بنام کتاب "المسیر" میں بیان کی۔ علامہ تورپشتیؒ کا علمی مقام محدثین اور علماء کے ہاں واضح ہے اور اس کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ

دکھانے کے مترادف ہے۔ کتاب ''المسیر'' میں علامہ تورپشتیؒ اس حدیث کی تشریح میں بالکل واضح لکھتے ہیں کہ نماز میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم مقصود ہوتو شرک ہے اور یہی بات صراط مستقیم میں لکھی گئی ملاحظہ فرمائیں:

هذ الحديث حجة على من يرى ان علة النهى عن الصلوٰةِ فى المقابر هى النجاسة الحاصلة بالنبش لانه صلى الله عليه وسلم لعن اليهود على صنيعهم ذلك ثم نهى امته عن الصلوٰه فى المقابر نهيا متسقا على ما ذكره من اليهود انهم اتخذو قبور انبيائهم مساجد ومن الواضح المعلوم: ان قبور الانبياء عليهم السلام لا تنبش ولو نبشت لم يزدها ذلك الا طهارة وقد نزه الله تعالىٰ اقدارهم عن ذالك و قال صلى الله عليه وسلم ان الله حرم على الارض اجساد الانبياء. الانبياء احياء فى قبورهم يصلون و ثبت انه صلى الله عليه وسلم لعن زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج فا النهى فى الحديث على الاطلاق من غير تفصيل بين المنبوش و غير المنبوش فعلمنا ان علة النهى ماذكرنا والصلوٰة فى المواضع المتبركة بها من مقابر الصالحين داخلة فى جملة النهى لاسيما اذا كان الباعث عليها تعظيما هؤلاء او تخصيص تلك المواضع لما اشرنا اليه من الشرك الخفى (المسير جلد ا ص ۲۰۴)۔

ترجمہ: یہ حدیث ان لوگوں پر حجت ہے جن کے نزدیک مقابر میں نماز

پڑھنے کی ممانعت کی علت وہ نجاست ہے جو قبر کے کھلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود پر لعنت ان کے فعل پر کی ہے۔ پھر اپنی امت کو بھی منع کیا ہے مقابر میں نماز پڑھنے سے۔ نہی کو مرتب کرتے ہوئے یہود کے ذکر پر کہ وہ اپنے انبیاء کی قبر کو مساجد بنا لیتے تھے۔ یہ بات واضح طور پر معلوم ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور کو ظاہر کیا نہیں جاتا اور اگر وہ بالفرض کھل جائیں تو اس سے طہارۃ ہی زیادہ ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ رکھا ہے ان کے وقاروں (عزتوں) کو اس سے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کیا۔ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور یہ ثابت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت کی قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغ رکھنے والوں پر پس حدیث میں ممانعت اپنے اطلاق پر ہے جس میں قبر کے کھلنے اور نہ کھلنے کی تفصیل نہیں ہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ نہی کی علت وہ ہے جو ہم نے ذکر کی (شرک اور تعظیم) اور نماز برکت والی جگہوں پر نیک لوگوں کی قبروں میں سے، اس نہی میں داخل ہے خصوصا جب کہ نماز پڑھنے کا سبب ان کی تعظیم ہو اور جگہوں کی تخصیص جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا، شرک خفی کی وجہ سے ہے۔

اس حوالے سے بھی واضح پتا چلا کہ قابل تعظیم ہستیوں کے پاس نماز پڑھنے

سے ان کی تعظیم مقصود ہو تو وہ شرک ہے۔

قارئین اگر انہی قابل تعظیم ہستیوں کی طرف نماز میں ہمت کا عمل استفادے کے طور پر جب کیا جائے گا، تو تعظیم مقصود ہونے کی وجہ سے، شرک کی طرف نہ لے جائے گی؟؟؟

اس حوالے میں واضح طور انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی تعظیم کو حالت نماز میں مقصود ہونے کی بنا پر شرک شمار کیا گیا۔ جس طرف سید احمد شہیدؒ نے صراط مستقیم میں اشارہ کیا تھا کہ ہمت کے عمل میں یہ تعظیم مقصود ہونے کی وجہ سے یہ شرک کی طرف لے جائے گی۔

دوسرا فیصلہ کن حوالہ ملا علی قاریؒ کے قلم سے

یہی بات واضح انداز میں ملا علی قاریؒ نے مرقات میں لکھی ہے:

سبب لعنهم اما لا نهم كانوا يسجدون بقبور انبيائهم تعظيما لهم و ذلك الشرك الجلي و اما لانهم كا نوا يتخذون الصلوٰة لله تعالىٰ في مدافن الانبياء والسجود على مقابرهم والتوجه الى قبورهم حالة الصلوٰة نظرا منهم بذلك الى عبادة الله والمبالغة في تعظيم الانبياء و ذلك هو الشرك الخفي لتضمنه ما يرجع الى تعظيم مخلوق فيما لم يوذن له فنهى النبي ﷺ امته عن ذلك اما لمشابهة ذلك الفعل سنة اليهود او لتضمنه الشرك الخفي كذا قال لبعض الشراح من ائمتنا و يؤيده ما جاء في رواية يحذر ما ضنعوا.

ترجمہ: "یہود و نصاریٰ پر لعنت کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ اپنے انبیاء علیہم

السلام کی قبور کو سجدہ کرتے تھے، ان کی تعظیم کرتے ہوئے اور یہ شرک جلی ہے یا یہ وجہ تھی کہ وہ نماز اللہ کیلئے پڑھتے تھے، انبیاء علیہم السلام کے دفن ہونے کی جگہ میں، اور ان کی قبروں کی جگہ پر سجدہ کرتے تھے اور متوجہ ہوتے تھے ان کی قبور کی طرف نماز کی حالت میں۔ نظر کرتے ہوئے ان کی طرف اس عمل سے اللہ کی عبادت کی طرف اور انبیاء کی تعظیم میں (حالت نماز میں) مبالغہ کرتے تھے اور یہ شرک خفی ہے کیونکہ یہ مخلوق کی وہ تعظیم ہے جس کا حکم نہیں دیا گیا۔ پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو اس سے منع کیا۔ یا تو یہود کے طریقے سے مشابہت کی وجہ سے یا شرک خفی کی وجہ سے اس طرح کہا ہمارے ائمہ میں سے بعض شراح نے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جن میں ان یہود و نصاریٰ کے کاموں میں ڈرایا گیا (مرقات ص ۳۸۹ جلد۲)۔

یہ حوالہ انتہائی واضح الفاظ میں اس حقیقت کو آشکار کر رہا ہے کہ:

۱) انبیاء علیہم السلام کی طرف قصدا ایسی تعظیم کرنا جو عبادت کے دوران ہو اور بالمقصود ہو وہ شرک خفی ہے اور یہی بات صراط مستقیم میں سید احمد شہیدؒ نے کہی کہ ہمت کے عمل میں تعظیم مقصود ہونے کی بنا پر مفضی الی الشرک ہے۔ بندہ شوکت سیالوی کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ خدارا ان احادیث اور حوالوں پر غور کرکے جواب دیں کہ کیا صراط مستقیم کی عبارت عین احادیث کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے؟؟؟ ان شاء اللہ مضمون کے اختتام پر ان دلائل کا بھی جواب آئے گا جو شوکت سیالوی اور اشرف سیالوی نے دیئے

ہیں۔ بہر حال مرقات کی یہ عبارت سو فیصد صراط مستقیم کی عبارت کی تائید کرتی ہے۔

تیسرا فیصلہ کن حوالہ

مشکوۃ شریف کی اسی حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے جو لکھا ہے وہ سب انتہائی واضح ترین انداز میں صراط مستقیم کی تائید کر رہا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا مقام بریلویوں کے نزدیک کیا ہے، پہلے یہ ملاحظہ کیجیے۔

بریلوی عالم عبدالحکیم شرف قادری، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ شیخ الاسلام امام اہل سنت، شیخ محقق (ص ۱۰۸، نور نور چہرے)۔

احکامِ شریعت کے شروع میں ہے "سارے علمائے عرب وعجم کو اعتراف ہے کہ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کے بیان کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرمادیا (احکام شریعت ص ۱۱ ناشر مدینہ پبلشر)۔

عبدالحکیم شرف قادری دوسری جگہ لکھتے ہیں

"گیارھویں صدی کے مجدد، پاسبان دین مصطفیٰ ﷺ، علوم دینیہ کے نامور مبلغ اور ناشر، دینی حمیت وغیرت کے پیکر۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

لعنت کند خدائے تعالیٰ یہود و نصاریٰ را اتخذو قبور انبیائھم مساجد کہ ساختند گورہائے پیغمبران خود را مسجد ہا متفق علیہ

چوں دانست آں حضرت ﷺ قرب اجل راو بتر سید از امت کہ مبادا بقبر شریف وے آں کنند کہ یہود و نصاری بقبور انبیائے خود کردند بیاگاہانید ایشانرا بر نہی آن بلعن بر یہود و نصاری کہ قبور انبیا را مساجد گرفتند و ایں بر دو طریق متصور است یکے آنکہ سجدہ بقبور برند مقصود عبادت آں دارند چنانکہ بت پرستان بت می پرستند۔

دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت مولیٰ تعالیٰ دارند ولیکن اعتقاد برند کہ توجہ بقبور ایشان در نماز عبادت حق موجب قرب و رضائے وے تعالیٰ است موقع ولے عظیم تر ست نزد حق از جہت اشتمال ولے بر عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیائے او ایں ہر دو طریق نامرضی و نامشروع است اول خود شرک جلی و کفر است و ثانی نیز حرام است از جہت آنکہ درویے نیز اشراک نجد است اگرچہ خفی است وہ ہر دو طریق لعن متوجہ است و نماز گزردن بجانب قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است و ہیچ کس رادراں خلاف نیست (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۳۲۹، ۳۳۰)۔

اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے یہود و نصاریٰ پر کہ اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ کی جگہ بنا لیا (متفق علیہ) آں حضرت ﷺ نے جان لیا اپنے وفات کے قریب ہونے کو تو امت پر اس ندشہ کو محسوس کیا کہ کہیں

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف کے ساتھ بھی وہ کریں جو کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبور کے ساتھ کیا۔

ان جگہوں پر (نماز کیلئے) نہی فرمائی ان یہود و نصاریٰ پر لعنت کر کے کہ انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بناتے تھے اور اس میں ممانعت کی وجہ دو طریق پر ہے۔

پہلا طریق یہ کہ وہ لوگ ان قبور پر سجدہ کرتے اور اپنی عبادت کا مقصود ان کو بناتے جیسا کہ بت پرست، بت کی عبادت کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ ان کا مقصود و منظور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی لیکن وہ یہ اعتقاد کرتے کہ ان قبور کی طرف نماز میں توجہ کرنا اور حق تعالیٰ کی عبادت میں ان کی طرف توجہ کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضا کا ذریعہ ہے اور اس کا موقع اللہ کے ہاں بہت بڑا (گناہ) ہے بسبب عبادت پر مشتمل ہونے انبیاء کی تعظیم میں مبالغہ کرنے کے اور یہ دونوں طریق ناجائز اور غیر مشروع ہیں۔

پہلا طریق شرک جلی اور کفر ہے اور دوسرا بھی حرام ہے، بعجہ اس کے کہ اس میں بھی شرک موجود ہے اگرچہ خفی ہے اور ہر دو طریق پر لعنت آتی ہے اور نماز ادا کرنا نبی علیہ السلام کی قبر کی جانب، یا نیک مرد کی جانب تبرک کے ارادہ سے، اور تعظیم کے قصد سے حرام ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں (اشعۃ اللمعات جلد ا ص ۳۲۹،۳۳۰)۔

اس حوالے نے تو بالکل ہی وضاحت سے سید احمد شہیدؒ کی عبارت پر اعتراضات کو دور کردیا۔ وہ تمام دلائل جو اشرف سیالوی، حنیف قریشی، شوکت سیالوی

وغیرہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں ان سب کا واضح رد ان حوالہ جات سے ہو رہا ہے۔
اس حوالہ میں شیخ عبدالحقؒ فرماتے ہیں کہ:

۱) یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنی عبادت کا مقصود بناتے تھے۔ یہ شرک جلی اور کفر ہے۔

۲) وہ نماز اللہ کی رضا کیلئے پڑھتے تھے مگر حالت نماز میں انبیاء کرام کی طرف قصداً متوجہ ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث سمجھتے یہ بھی شرک خفی ہے اور باعث لعنت ہے۔

حضرت شیخؒ کے اس ارشاد کی زد میں یقیناً وہ بریلوی آتے ہیں جو مقصود کے درجے میں نبی علیہ السلام کی طرف حالت نماز میں متوجہ ہوتے اور تعظیم کرتے ہیں اور اس کو باعث ثواب جانتے ہیں۔ حضرت شیخ واضح فرمارہے ہیں:

وثانی نیز حرام است آنکه دروے نیز اشراك نجد است اگرچه خفی است

قارئین صراط مستقیم کی عبارت اور حضرت شیخؒ کی عبارت میں مضمون کے حوالے سے کوئی فرق نہیں۔ بریلوی جو فتوے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ پر لگاتے ہیں وہ سارے فتوے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور ملا علی قاریؒ پر لگتے ہیں۔ بلکہ سید احمد شہیدؒ نے ہمت کے عمل کے تحت تعظیم پر کلام کیا تھا۔ شیخ محدث دہلویؒ نے تو مطلق نماز میں توجہ کرنے کو شرک خفی لکھا ہے سب سے بڑھ کر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے صاف فرمادیا کہ اس مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ سید احمد شہیدؒ تک کسی کا اختلاف نہیں ہوا۔ اختلاف کیا تو ہندو پاک میں

شرک کے ٹھیکیداروں نے کیا۔ ہم منتظر رہیں گے کہ بریلویوں کا قلم کیا جواب دیتا ہے۔ جبکہ ان کے نزدیک شیخ عبدالحق ؒ سے نقطہ برابر بھی خطا ممکن نہیں !

چوتھا فیصلہ کن حوالہ

شیخ احمد رومیؒ متوفی ۱۰۴۳ ھجری اپنی مایہ ناز کتاب ''مجالس الابرار'' میں حدیث مبارکہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ لعنة الله على اليهودو والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد هذا الحديث من صحاح المصابيح روته ام المؤمنين عائشه رضى الله عنها

اس حدیث مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

ومسبب دعائه عليه الصلوٰة والسلام على اليهود والنصارىٰ باللعنة انهم كانوا يصلون فى المواضع التى دفن فيها انبيائهم اما نظرا منهم بان السجود بقبورهم تعظيم لهم و هذا شرک جلى و لهذا قال النبى ﷺ لا تجعل قبرى و ثنا يعبد او ظنا منهم بان التوجه الى قبورهم حالة الصلوٰة اعظم وقعا عندالله تعالىٰ لا شتماله على امرين عبادة له تعالىٰ و تعظيم انبيائه و هذا شرک خفى ولهذا نهى البنى ﷺ امته عن الصلوٰة فى المقابر احتراز عن مشابهتهم بهم و ان كان القصد ان مختلفين و قال من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد ولا تتخذو القبور مساجد انى انهاكم عن ذلک

قال بعض المحققين والصلوٰة فی المواضع المتبرکة من مقابر الصالحین داخلة فی هذا النهی لا سیما اذا کان الباعث علیها تعظیم هؤ لاء لمافی ذلک من الشرک الخفی فان مبتدا عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جهة عکوفهم علی القبور کما اخبر الله تعالیٰ فی کتابه (مجالس الابرار ص ۱۳۷، ۱۳۸)۔

یہود و نصاریٰ پر لعنت کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰ ۃ والسلام کی بد دعا کا سبب یہ تھا کہ وہ یہود و نصاریٰ انبیاء کے دفن کرنے کی جگہ نماز پڑھتے یا اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ ان کی قبروں پر سجدہ ان کی تعظیم ہے اور یہ شرک جلی ہے اس لیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا جس کی عبادت کی جائے یا گمان کرتے ہوئے ان پر کہ نماز کی حالت میں ان کی قبور کی طرف متوجہ ہونا اللہ کے ئے بڑا عظیم (گناہ) ہے دو باتوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔
(ایک) اللہ تعالیٰ کیلئے عبادۃ ہونے اور (دوسرے) انبیاء علیہم السلام کی تعظیم اور یہ شرک خفی ہے اور اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع کیا۔ اپنی امت کو مقابر میں نماز پڑھنے سے احتراز کرتے ہوئے ان کی مشابہت سے اگر چہ ان دونوں کے مقصد مختلف ہیں اور ارشاد فرمایا جو تم سے پہلے لوگ تھے قبروں کو مساجد بناتے تھے اور تم قبروں کو سجدہ کی جگہیں نہ بناؤ بے شک میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔
بعض محققین نے کہا کہ متبرک جگہوں میں نماز پڑھنا نیک لوگوں کی

قبروں کی جگہوں میں اس نہی میں داخل ہے خصوصاً جب نماز پڑھنے کا باعث ان لوگوں کی تعظیم ہو کیونکہ اس میں شرک خفی ہے کیونکہ بتوں کی عبادت کی ابتدا نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوئی تھی جس کی صورت قبور پر ان کا ٹھہرنا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے (مجالس الابرار، شیخ احمد رومیؒ)۔

اس کتاب کو شاہ عبدالعزیزؒ نے فتاویٰ عزیزی میں معتبر لکھا ہے ص ۱۱۵ جلد۲ فتاویٰ عزیزی۔ اس حوالے سے بھی پتا چلا کہ:

۱)۔ انبیاء کرام کی بطور عبادت تعظیم شرک جلی ہے۔

۲) حالت نماز میں انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف متوجہ ہونا، (مقصوداً) شرک خفی ہے۔

۳) ہمت کے عمل میں انبیائے کرام علیھم السلام کی طرف مقصوداً متوجہ ہوا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی مفضی الی الشرک ہے۔

اس حوالے سے بھی صراط مستقیم کے مضمون کی تائید ہوگئی۔

بریلوی کتب کے حوالہ جات:

مولوی احمد رضا خان کی فیصلہ کن عبارت

آیئے دیکھیے کہ خود بریلوی حضرات کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب کیا فرماتے ہیں:

انبیائے کرام علیہ السلام کی قبور پر نماز پڑھنے کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

یہ سب اس صورت میں ہے (جواز) کہ وہ دونیت فاسدہ نہ ہوں یعنی نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ یا بجائے کعبہ میں نماز میں استقبال قبر کا قصد ایسا ہو، تو آپ ہی حرام بلکہ معاذ اللہ بنیت عبادت قبر ہوتو صریح شرک وکفر مگر اس میں مزار مقدس کی جانب سے حرج نہ آیا۔ بلکہ اس شخص کا فاسد ارادہ یہ فساد لایا اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی ناخدا ترس کعبہ معظّمہ کے سامنے اس نیت سے نماز پڑھے کہ وہ کعبہ کی طرف نہیں بلکہ وہ خود کعبہ کو سجدہ کرتا ہے یا نماز تعظیم کعبہ کیلئے پڑھتا ہے ایسی نماز بے شک حرام ہے اور بنیت عبادت کعبہ ہوتو سلب اسلام مگر اس میں کعبہ معظّمہ کا کیا قصور ہے یہ تو اس کی نیت کا فتور ہے (کلیات مکاتیب احمد رضا، جلد اص ۱۵۱،۱۵۲)۔

اوپر وضاحت گزر چکی ہے کہ قبر کی تعظیم اصل میں صاحب قبر کی تعظیم ہے۔

اس حوالہ سے درج ذیل باتیں پتہ چلیں ۔

ا) نماز میں صاحب قبر یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم درست نہیں جیسا کہ خان صاحب نے لکھا۔

''دونیت فاسدہ نہ ہوں یعنی نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ'' کلیات مکاتیب رضا ۱۵۱)۔

یہاں صاف اقرار ہے کہ نماز سے تعظیم قبر یعنی تعظیم صاحب قبر کا ارادہ غلط ہے یعنی نماز میں مقصود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم غلط نیت ہے، اس کا حکم کیا ہے۔ آیئے خان صاحب کی طرف، لکھتے ہیں۔

''تو آپ ہی حرام''

اور اس نماز کا حکم بھی لکھتے ہیں:

''ایسی نماز بے شک حرام''

بنیت عبادت نماز میں، قبر مبارک یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ وقصد،

شرک اور کفر لکھتے ہیں۔

''بنیت عبادت قبر ہوتو صریح شرک و کفر''

یعنی نماز پڑھتے ہوئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کی نیت شرک ہے۔

(۳) کعبہ کی بجائے قبر مبارک مقصود اور قبلہ ہوتو حرام یعنی توجہ کا مرکز ومقصود اگر نماز میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہوتو حرام ہے۔

(۴) یہ اس کی نیت کا قصور ہے۔ اس میں مزار مقدس کی جانب سے حرج نہیں۔

یہی بات سید احمد شہیدؒ نے سمجھائی تھی کہ غلطی نمازی کی ہے نبی علیہ السلام کی قطعاً قطعاً توہین نہ کی۔

آمد بر سر مطلب

قارئین! صراط مستقیم کی عبارت ذرا دوبارہ پڑھیے اور ساتھ میں خان صاحب کی عبارت پڑھیے۔ صراط مستقیم میں سید احمد شہیدؒ نے فرمایا تھا:

......این تعظیم و اجلالِ غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد

اور یہ تعظیم اور بزرگی غیر کی، کہ نماز میں ملحوظ ومقصود ہوتی ہو، شرک کی طرف لے جاتی ہے۔

اور خان صاحب کا جملہ پڑھیے۔ دو نیت فاسدہ نہ ہوں تو نماز سے تعظیم قبر (صاحب قبر) ....تو آپ ہی حرام بلکہ معاذ اللہ بنیت عبادت قبر ہو تو صریح شرک و کفر۔

بریلویوں سے سوال

کیا کہتے ہیں بریلوی حضرات ایسے شخص کے بارے میں جو، نبی علیہ السلام کی تعظیم کو نماز میں حرام کہتا ہے؟ جس کا نام مولوی احمد رضا خان ہے جو حالت نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ کا مرکز بنانا حرام کہتا ہے!! جو نماز میں عبادۃً متوجہ ہونا صریح شرک کہتا ہے!! کیا فرماتے ہیں۔ مولوی شوکت سیالوی ایسے شخص کے قول کے بارے میں، جس کی عبارت کلیات مکاتیب رضا میں لکھی ہوئی ہے۔ کیا فرماتے ہیں اشرف سیالوی صاحب اس مذکورہ بالا شخص کی اس تحریر کے بارے میں؟ کیا فرماتے ہیں حنیف قریشی صاحب اس کتاب کلیات مکاتیب رضا کی اس تحریر کے بارے میں؟

کوکب صاحب بھی ہمت فرمائیں اور کچھ ارشاد فرمائیں۔

آصف جلالی صاحب۔ کو بھی عام دعوت ہے اور کوئی بریلوی مولوی بھی ہمت کر کے اپنے خان صاحب پر فتویٰ لگائے۔ اگر یہ عبارت گستاخی نہیں تو سید احمد شہیدؒ کی عبارت بھی گستاخی نہیں۔ شائد قارئین، یہ تو فتویٰ نہ لگائیں آیئے! آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔

مولانا احمد رضا خان اپنے اور بریلوی فتوؤں کی زد میں

مولانا عمر اچھروی اور مولانا احمد رضا خان

بالمؤمنین رؤف و رحیم نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے ہیں تو بشیر و نذیر اور رؤف و رحیم پڑھتے ہوئے اگر نبی ﷺ کا خیال دل میں لائیں تو کیا انکار قرآن کریم ہے یا نہیں۔ (مقیاس حنفیت ص ۲۲۰۶)۔

آیئے عبارت کی روشنی میں اور اس اصول کی روشنی میں مولوی احمد رضا خان کی عبارت دیکھیے۔

نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ (صاحب قبر) ....تو آپ ہی حرام ....یا نماز تعظیم کعبہ کیلئے پڑھتا ہے تو ایسی نماز بے شک حرام۔

بریلویوں کے مولوی عمر اچھروی کے الفاظ میں سوال ہے کہ جو کوئی نبی علیہ السلام کی قبر مبارک پر نماز پڑھتے ہوئے بالمومنین رؤف و رحیم کی آیت پڑھے، اس کا خیال اور تعظیم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جائے گا اور نماز میں تعظیم کے بارے میں مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ" حرام" ہے تو کیا مولوی احمد رضا آپ کی عبارت کی روشنی میں قرآن کریم کا انکار کرنے والا نہ بنا۔ آپ کے پاس جو جواب اس سوال کا ہے وہی ہمارے پاس صراط مستقیم کی عبارت کے بارے میں ہے۔

مولانا غلام نصیر الدین اور مولانا احمد رضا خان صاحب

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی نے تقریباً ۸۸ صفحات پر قرآن مجید کی مختلف وہ آیات جن میں کسی طرح سے انبیاء کا تذکرہ آیا ہے، نقل کرنے کے بعد یہ فتویٰ لگایا ہے (نماز میں) "جب کسی نبی کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا تو نمازی مشرک ہوجائے گا" تو گویا اس نے قرآن مجید کی ان آیات کی تکذیب کی" (عبارات اکابر کا تحقیقی جائزہ جلد۲ ص ۲۶۵)۔

آیئے اس فتویٰ کو لگایئے مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت پر کہ نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ (صاحب قبر)..........تو آپ ہی حرام یا نماز تعظیم کعبہ کیلئے پڑھتا ہے ایسی نماز بے شک حرام۔ یعنی غلام نصیر الدین سیالوی کے الفاظ میں مولوی احمد رضا خان پر فتویٰ یوں لگے گا۔

جب کسی نبی کا خیال (نماز میں) تعظیم کے ساتھ آئے گا تو نمازی "حرام" کا ارتکاب کرے گا تو گویا اس نے (مولوی احمد رضا خان نے) قرآن مجید کی ان آیات کی تکذیب کی !!!

مولوی احمد رضا خان خود اپنے فتوے کی زد میں

قارئین! آیئے تماشہ دیکھیے مولانا احمد رضا خان خود اپنے فتوے کی زد میں۔
کوکبۃ الشہابیہ میں مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ ﷺ کا خیال آنا موجب شرک کہ وہ جب آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا واللہ العظیم کہ شریعت رب العرش الکریم میں نماز بے ان کے خیال با عظمت و جلال کے ناقص ہے اس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے کہ تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اس میں اسلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھنا لازم کیا۔ مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا، بے شک ہوا، اور واقعی ان کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت و جلال ہی کے ساتھ آئے گا کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم بین بالمعنی الاخص ہے اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف ان کے بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و تکریم کا حکم صریح ہے ولکن المنفقین لا یعلمون۔ (کوکبۃ الشہابیہ ص ۳۴)۔

اس حوالے سے درج ذیل باتیں اخذ ہوتی ہیں۔

۱) نماز میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنا لازم، اور خیال عظمت اور تعظیم کے ساتھ ہی آئے گا۔

۲) جو اس کو شرک کہتا ہے وہ اللہ سے لڑائی لینے والا ہے۔

۳) منافقین کو اس کا علم نہیں (یعنی نماز میں خیال کے ساتھ تعظیم کا)۔

اب دوبارہ ملاحظہ کیجیے مولوی احمد رضا خان صاحب کی تحریر نماز سے تعظیم قبر (صاحب قبر) کا ارادہ ....تو آپ ہی حرام (کلیات مکاتیب رضا)۔

ہم مولوی احمد رضا خان کی اس تحریر کے حوالے کو کوکبۃ الشہابیۃ کے الفاظ میں دیکھتے ہیں، تو نتیجہ یہ نکلتا ہے:

۱۔ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال التحیات اور سلام پڑھتے وقت آئے گا۔

۲۔ جب خیال آئے گا تو تعظیم اور عظمت بھی آئے گی۔

۳۔ مولوی احمد رضا فرماتے ہیں۔ ''نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ حرام اور ناجائز ہے'' یعنی نماز سے صاحب قبر کی تعظیم کا ارادہ حرام ہے اور صاحب قبر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی ہے۔

۴۔ مولوی احمد رضا خان کوکبۃ الشہابیہ ہی میں فتویٰ لگاتے ہیں کہ اس طرح تعظیم کو شرک کہنے والا اللہ سے لڑائی ہے یہی فتویٰ ان پر خود لوٹتا ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ اس طرح تعظیم کو حرام کہنے والا اللہ سے لڑائی لے۔

۵۔ اس حقیقت سے ناواقف منافق ہیں یہی فتویٰ احمد رضا پر، لوٹا یعنی وہ منافق ہے۔ اس کا جو جواب بریلوی دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی ہے۔

ایک دھوکہ اور اس کا جواب

بریلویوں سے ایک سوال صراط مستقیم کے حوالے سے کیا جاتا ہے کہ جب آپ لوگ اپنے گمان میں اس عبارت کو شاہ اسماعیل کی سمجھتے ہو اور گستاخی بھی کہتے ہو تو مولوی احمد رضا خان نے تکفیر کیوں نہ کی بلکہ آٹھ تاکیدوں کے ساتھ کہا کہ انہیں کافر نہ کہو۔ تمہید ایمان میں ہے:

''علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبه یفتی و علیه الفتویٰ وھو المذھب وعلیه الاعتماد و فیه السلامة و فیه السداد'' (تمہید مع حسام الحرمین ۱۵۸، ۱۵۹)۔

بریلویوں کی طرف سے اس کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ لزوم کفر اور ہے اور التزام کفر اور۔ کافر التزام کفر پر کہا جائے گا لزوم کفر پر نہیں ملاحظہ فرمائیے (مناظرہ جھنگ ص ۱۰۲، ۱۰۳) وتمہید ایمان۔

حقیقت حال

بریلوی حضرات کا یہ ایک دھوکہ ہے اس دھوکے کی حقیقت ملاحظہ کیجیے۔ اصل میں کوکبۃ الشہابیہ میں ستر جھوٹے الزامات شاہ اسماعیلؒ پر لگائے گئے جن میں سے ایک صراط مستقیم کا بھی تھا۔ حسام الحرمین میں مولوی احمد رضا خان صاحب نے زور و شور سے اس بات کو لکھا کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر (ص ۲۸ حسام الحرمین) اور تمہید ایمان میں شاہ اسماعیلؒ کو آٹھ تاکیدوں کے ساتھ لکھا کہ کافر نہ کہو، اب اگر صراط مستقیم کی عبارت میں گستاخی تھی تو احمد رضا خان کو کافر کہنا چاہیے تھا کیونکہ ان کے زعم میں یہ

عبارت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ہے۔ مگر خان صاحب تو خود اپنے ہی فتوے کے "جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے" کی زد میں آگئے۔

بریلویوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ لزوم کفر اور التزام کفر کی بحث لے آئے۔ چنانچہ تمہید ایمان اور دیگر جگہ لکھا کہ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات۔ مولوی اشرف سیالوی صاحب کہتے ہیں۔

ایک ہے لزوم کفر اور ایک ہے التزام کفر فتویٰ کفر کا اس صورت میں دیا جاتا ہے کہ جبکہ یہ پتا چل جائے کہ یہ عبارت لکھنے والا اور یہ عبارت بولنے والا اس کفر پر مطلع ہوا اور باوجود اس کے اس پر اڑا رہا اور اس نے رجوع اور توبہ نہیں کی.............. اور جب تک یہ یقین نہ ہوجائے کہ اس عبارت کا لکھنے والا اس کی قباحت اور مفاسد پر مطلع ہوا، تو احتیاط یہی ہے کہ عبارت کو کفریہ کہا جائے مگر اس کے لکھنے والے کو کافر نہ کہا جائے (مناظرہ جھنگ ص ۱۰۲، ۱۰۳)۔

یعنی لزوم کفر کی صورت میں کافر نہ کہا جائے گا۔

نوٹ: لزوم اور التزام کی اس تعریف سے ہم اہل السنّت متفق نہیں اس کی تفصیل بندہ کی کتاب "عبارت اکابر" پر تنقید کا جائزہ میں دیکھیے۔

مولوی احمد رضا خان پھر اپنے فتوے کی زد میں

قارئین! مگر اسے کیا کہیے کہ خود مولوی احمد رضا نے شاہ اسماعیلؒ کو صراط مستقیم کی عبارت کی وجہ سے کافر لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اپنے زعم میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مٹانے اور گھٹانے والا ثابت کرتے ہوئے کوکبۃ الشہابیہ میں لکھتے ہیں۔

"الحمد للہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تو رفیع الدرجات ذوالعرش جل و علا کی بنائی ہوئی ہے کسی کافر یا کسی کافر کے مٹائے نہ مٹے گی" (ص ۳۳ کوکبۃ الشہابیہ)۔

دوسری جگہ لکھا:

اس خبیث بد دین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہاں کے بادشاہ عرش بارگاہ عالم پناہ ﷺ کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا۔ پھر ہم اسے اپنے سچے پکے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں (کوکبۃ الشہابیہ ص ۳۲،۳۳)۔

بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب (کوکبۃ الشہابیہ ص ۶۰)۔

قارئین! از سر نو کلمہ پڑھنے کا فرض ہونا، یہ لزوم کفر کا حکم ہے یا التزام کفر کا؟
کسی کو اسلامی گروہ سے خارج لکھنا، لزوم کفر کا حکم ہے یا التزام کفر کا؟
کسی کو کافر لکھنا لزوم کفر کا حکم ہے یا التزام کفر کا؟

حقیقت یہ ہے کہ کوکبۃ الشہابیہ میں کئی جگہ شاہ اسماعیل کو کافر لکھ کر تمہید ایمان میں لکھا کہ آٹھ تاکیدوں کے ساتھ کہ انہیں کافر نہ کہو یعنی وہ ہے تو کافر مگر میں اسے کافر نہیں کہتا۔ نتیجہ کیا نکلا کہ حسام الحرمین میں بیان کردہ فتویٰ کہ "جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر، احمد رضا کے اوپر لگ گیا"۔ یہ لزوم کفر اور التزام کفر کی بحث محض دھوکہ دینے کیلئے چھیڑتے ہیں۔ بریلویوں سے سوال ہے کہ صراط مستقیم میں اگر گستاخی تھی تو تمہید ایمان میں کافر کیوں کہا۔ اگر تم لزوم و التزام کا جواب دو تو عرض ہے کہ دوبارہ کلمہ پڑھنا

اور اسلام کے گروہ میں داخل ہونا التزام کے حکم ہیں لزوم کے نہیں یہ دھوکہ کسی اور کو دو!!!

بریلویوں سے چند سوالات

مولوی احمد رضا کی کلیات مکاتیب کی عبارت میں تذکرہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تعظیم کیلئے نماز پڑھنا حرام ہے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کے الفاظ (مندرجہ کوکبۃ الشہابیہ و دیگر رسائل) ہی میں بریلویوں سے چند سوال ہیں۔

۱۔ کیا کعبۃ اللہ کے سامنے جب مسلمان کھڑا ہوگا تو کیا تعظیم نہیں آئے گی؟

۲۔ کیا روضہ اقدس کے سامنے جب کھڑا ہوکر نماز پڑھے گا تو کیا تعظیم نہیں آئے گی؟

۳۔ وہ آیات مبارکہ جن میں کعبۃ اللہ کا ذکر ہے پڑھتے ہوئے نمازی کا دھیان کعبۃ اللہ کی طرف نہیں جائے گا اور بقول غلام نصیر الدین سیالوی کے الفاظ میں ''دھیان یا تو تعظیم کے ساتھ جائے گا یا توہین کے ساتھ۔ توہین کے ساتھ تو کفر ہے اور تعظیم کے ساتھ جائے'' تو مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں، ''نماز حرام ہے''۔

۴۔ وہ آیات جن میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے نمازی نماز میں پڑھے گا تو دھیان تعظیم کے ساتھ جانے کی صورت میں اس کی نماز کا حکم مولوی احمد رضا خان کی عبارت کی روشنی میں جواب دیں۔

۵۔ نمازی درود شریف پڑھے گا تو تعظیم آئے گی اس کی نماز کا کیا حکم ہوا مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت کی روشنی میں جواب دیں۔

ان تمام سوالوں کا جو جواب آپ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے صراط مستقیم پر کیے گئے اعتراضات کا سمجھ لیں۔

دوسرا حوالہ

بریلویوں کے ماہر رضویات پروفیسر مسعود کے والد مفتی مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں:
شرک کے یوں تو بہت سے ذرائع ہیں لیکن مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:

"کسی خاص شخص کی بزرگی اور عظمت کا اتنا قوی احساس کہ اس کو خدا سے غافل کردے"۔ (مظہر العقائد ص ۳۲)۔

قارئین! ہمت کے عمل میں یہ قوی احساس اپنی انتہا پر ہوتا ہے اور تعظیم بھی مقصود ہوتی ہے۔ اس حوالے سے بھی صراط مستقیم کی تائید ہوگئی۔

تیسرا حوالہ

بریلویوں کے مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:
"شیخ کا تصور نماز میں عمداً نہ لائیے کہ خشوع کے خلاف ہے بلا مقصد آجانے پر پکڑ نہیں (رسائل نعیمیہ ص ۳۳۹)۔

ہمت کے عمل میں بھی عمداً شیخ یا کسی اور قابل احترام شخصیت کا تصور مقصود کے درجے میں لایا جاتا ہے اور تعظیم بھی مقصود ہوتی ہے۔ اس حوالے سے بھی صراط مستقیم کے مضمون کی تائید ہوگئی۔ باقی ہم کہتے ہیں کہ جو علت اس حوالے میں شیخ کے حوالے سے ذکر کی گئی وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بھی ہے جیسا کہ مولوی احمد یار کے حوالے سے اوپر گزر چکا۔

چوتھا حوالہ

نماز میں غیر اللہ کی تعظیم جو مقصود ہو تو آیئے ایک اور حوالہ مولوی احمد رضا خان کے حوالے سے ملاحظہ کیجیے:

''اگر خاص کسی شخص کی خاطر اپنے کسی خاص علاقہ یا خوشامد (تعظیم) کیلئے منظور ہو تو ایک تسبیح کی قدر بڑھانے کی بھی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم نے فرمایا کہ یخشیٰ علیہ من امر عظیم یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل غیر خدا کیلئے کیا'' (احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۱)۔

قارئین! ذرا غور فرمایئے کہ نماز میں ایک تسبیح غیر اللہ کیلئے ہو تو شرک ہے اور اگر کوئی پورا ''ہمت'' کا عمل تعظیم غیر اللہ کیلئے کرے وہ شرک کی طرف نہ لے جائے گا؟؟؟

پانچواں حوالہ

بریلوی عالم اشرف سیالوی عربی عبارت نقل کرتے ہیں:

من اتخذ مسجدا فی جوار صالح اور صلی فی مقبرته
.... لا التعظیم له والتوجه نحوه فلا حرج علیه

جس نے نیک آدمی کی پڑوس میں مسجد بنائی یا اس کے مقبرے میں نماز پڑھی .... نہ کہ اس کی تعظیم اور متوجہ ہوتے ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں۔

گلشن توحید و رسالت ص ۲۸۰

یعنی اگر نماز میں تعظیم مقصود ہو تو ناجائز ہے اور اگر تعظیم مقصود نہ ہو تو نماز

درست ہے۔ پتہ چلا کہ صراط مستقیم میں جو لکھا تھا اس کی کی تائید اشرف سیالوی کے اس حوالے سے بھی ہوگئی کہ نماز میں جب تعظیم غیر اللہ مقصود ہو تو نماز جائز نہیں۔

چھٹا حوالہ

صاجزادہ عمر بیر بلوی لکھتے ہیں کہ توحید کا سب سے بڑا ظہور نماز میں ہے (التوحید ص ۱۵۴)

اسی لیے ہم اہل سنت نماز میں ہمت کے عمل سے منع کرتے ہیں۔

دوسرے جواب کا خلاصہ

۱) صراط مستقیم کی عبارت معترضہ میں ''ہمت'' کا ذکر ہے جو ایک خاص عمل ہے اس کا ترجمہ ''خیال کرنا'' یا ''مطلق متوجہ ہونا'' درست نہیں۔

۲) ہمت کے دوسرے معنی یعنی ''کسی سے فائدے کے حصول کیلئے قوت واہمہ کو مرتکز کرنا بایں طور کہ غیر کی تعظیم مقصود ہو، حالت نماز میں درست نہیں اور مفضی الی الشرک ہے کیونکہ نماز میں انبیائے کرام علیہم السلام کی تعظیم مقصودی طور پر کرنا اور مقصودی طور پر متوجہ ہونا حالت نماز میں محدثین کی تصریحات کے مطابق شرک اور ناجائز ہے جس کا ثبوت خود بریلوی کتب سے دے دیا گیا۔

۳) پتا چلا کہ نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسب موقع خیال کرنا اور متوجہ ہونا (لغوی) بھی درست ہے جیسے درود شریف پڑھتے ہوئے، اور صراط مستقیم کی اس عبارت میں قطعاً اس کو منع نہیں کیا گیا کہ مطلق خیال بھی نہ کرے۔

۴) صراط مستقیم کی عبارت میں دو چیزیں ذکر ہیں۔ ایک ہمت کا عمل اور دوسرا

غیر اللہ کی تعظیم۔ جو مقصود وملحوظ ہو۔ سید احمد شہیدؒ لکھتے ہیں:

''ہمت کا عمل شیخ یا اس کی مثل معزز ہستیوں کی جانب''

اور لکھتے ہیں

''یہ تعظیم اور بزرگی جو مقصود اور ملحوظ ہوتی ہے شرک کی طرف لے جاتی ہے''۔

یہاں صاف وضاحت سے لکھا ہے کہ شرک کی طرف لے جانی والی چیز وہ تعظیم غیر اللہ ہے جو نماز میں مقصود کے درجے میں ہو خیال آنے، خیال کرنے مطلق متوجہ ہونے یا مطلق تعظیم آنے یا کرنے (جو نماز سے مقصود نہ ہو) کو کہیں بھی غلط نہیں لکھا۔

باقی بریلویوں کی حاشیہ آرائی ہے بقول بریلوی مناظر اشرف سیالوی کے ''عبارت میں یہ الفاظ نظر آجائیں تو ہم ابھی لکھ کر دینے کو تیار ہیں کہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور اگر یہ الفاظ نہیں بلکہ یہ تمہاری حاشیہ آرائی ہے تو تمہاری حاشیہ آرائی یا تمہاری کسی غلطی کے مفتی صاحب جوابدہ نہیں ہوسکتے'' (ص ۵۵ مناظرہ جھنگ)۔

صراط مستقیم پر اعتراض کا تیسرا جواب

یہ تیسرا جواب فاتح بریلویت شارح حدیث داعی عظیم حضرت مولانا منظور نعمانیؒ کا ہے۔ اس جواب کی بنیاد بھی وہی ہے جو پہلے دو جوابوں کی ہے۔ یعنی مولانا فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں ''ہمت'' کا لفظ جو استعمال ہوا ہے یہ خاص اصطلاح ہے۔ ہمت کی تعریف مولانا منظور نعمانیؒ نے شاہ ولی اللہ کی القول الجمیل کے حوالے سے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ اس عبارت میں ہمت کی ایک خاص صورت شغل برزخ مراد ہے نہ کہ مطلقا خیال کرنا یا خیال آنا۔ مولاناؒ کا مضمون انہی کے الفاظ میں مختصرا

نقل کیا جارہا ہے مولانا نعمانی ؒ لکھتے ہیں:

بہر حال اس عبارت سے ظاہر ہے کہ صراط مستقیم کا دوسرا و تیسرا باب مولانا عبد الحیؒ کا لکھا ہوا ہے اور واضح رہے کہ جس عبارت پر مذکورہ صدر بہتان کی بنیاد ہے وہ باب دوم ہی کی عبارت ہے۔ لیکن ان مفتریوں کی شہید دشمنی ملاحظہ ہو کہ یہ کبھی اس بہتان بندی کے موقع پر حضرت سیّد صاحب یا مولانا عبدالحیؒ کا نام بھی نہیں لیتے بلکہ ساری غلاظت بے گناہ شہید پر اچھالتے ہیں۔ فسیکفیکھم اللہ و ھوا السمیع العلیم .

تیسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ ''صراط مستقیم'' کا اصل موضوع ''تصوف'' اور تزکیۂ نفس ہے اور عام طور پر اس میں صوفیاء کرام کی اصطلاحات ہیں اور بالخصوص قطب المحققین عارف باللہ سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہؒ کی اصطلاحات کے مطابق کلام کیا گیا جیسا کہ اس کے صفحہ ۴ پر اس کی بھی تصریح موجود ہے۔

''ہمت صوفیائے کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ دل کو تمام خیالات و خطرات سے خالی کر کے کسی ایک طرف لگا دینا۔ اس طرح کہ انتہائی پیاس کے وقت پیاسے کو بس پانی ہی کی طلب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ قدس روحہ ''القول الجمیل'' میں فرماتے ہیں:۔

''الھمة عبارة عن اجتماع الخاطر و تاکد العزیمة بصورة التمنی والطلب بحیث لا یخطر فی القلب خاطر سوی ھذا المراد کطلب الماء للعطشان.

ہمت کے معنی ہیں چاہت اور طلب کی شکل میں کسی دل کو یکسو اور قصد

کو مضبوط کرنا اور اس طرز پر کہ اس وقت دل میں سوائے اس مطلوب کے کسی اور کا خطرہ بھی نہ آئے جس طرح کہ پیاسے کو سخت پیاس کے وقت بس پانی ہی کی طلب ہوتی ہے"۔ (القول الجمیل، ص ۹۵)۔

کبھی اسی ہمت کا تعلق (استفادہ باطنی کے لئے) اپنے شیخ طریقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا جاتا ہے اور اس وقت دل کو تمام اچھے برے خیالات سے خالی کر کے اسی طرح متوجہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اُس وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال بھی نہیں ہوتا اور اسی کا نام صوفیہ کی خاص اصطلاح میں "شغل رابطہ" بھی ہے شاہ ولی اللہ قدس اللہ روحہ، اس کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اگر شیخ سامنے ہو تو ایسا کرے۔

فاذا صحبه خلّی نفسه عن کل شیء الا محبتة و ینظر لما یفیض منه ویغیض عینیه الشیخ فازا فاض شیء فلیتبعه بمجامع قلبه ولیحافظ علیه واذ غاب الشیخ عنه یخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید صورته ماتفید محبته (القول الجمیل)۔

اپنے دل کو سوائے محبت شیخ کے ہر چیز سے خالی کرے اور اس کی طرف سے فیض کا منتظر رہے اور اپنی آنکھوں کو بند کرے یا کھولے رہے اور شیخ کی آنکھوں کے بیچ میں ٹکٹکی لگائے رہے۔ پھر جب شیخ کی طرف سے کچھ فیض آئے تو پوری جمیعۃ قلب سے اُس کے پیچھے پڑ جائے اور اس کی محافظت کرے اور اگر مرشد اس وقت موجود نہ ہو تو اس کی صورت کو محبت و عظمت کے ساتھ اپنی آنکھوں کے سامنے خیال کرے۔ پس اس کی یہ خیالی صورت وہی فیض پہنچائے گی جو اس کی صحبت پہنچائے گی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ شغل رابطہ کے وقت دل کو تمام خیالات سے خالی اور یکسو کر کے اپنی توجہ کو صرف اسی طرف مرکوز کیا جائے جس سے ربط مقصود ہو مثلاً اگر اپنے مرشد سے استفادہ مقصود ہے تو اس اُسی سے لو لگائی جائے اور اگر رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے رابطہ مقصود ہو تو بس آپ ہی کو مرکز توجہ بنائے اور اس وقت کسی دوسرے خیال کی دل میں رسائی نہ ہو حتیٰ کہ جنت، دوزخ، عرش، کرسی، لوح و قلم، ملائکۃ اللہ اور حتیٰ کہ خود حق جل مجدہ کی طرف بھی اس وقت دھیان نہ ہو۔

اور اسی کی ایک آخری اور انتہائی شکل وہ ہے جس کو "شغل برزخ" کہتے ہیں اور اس کی حقیقت خود "صراط مستقیم" میں یہ بیان کی گئی ہے کہ:

"تصویر شغل مذکورہ ایں است کہ برائے دفع خطرات و جمعیت ہمت صورت شیخ کما ینبغی بہ تعیین و تشخیص در خیال حاضر می کنند و خود باادب و تعظیم تمام بہمگی ہمت خود متوجہ بآں صورت می شوند کہ گویا با آداب و تعظیم بسیار روبروئے شیخ نشستہ اندو دل بآں سو متوجہ می سازند" (صراط مستقیم صفحہ ۱۸۸)۔

ترجمہ: "شغل برزخ" کی صورت یہ ہے کہ خطرات کے دفع کرنے اور کامل یکسوئی پیدا کرنے کے لئے شیخ کی صورت کو پوری تعیین و تشخیص کے ساتھ اپنے خیال میں حاضر کرتے ہیں اور کامل ادب و تعظیم کے ساتھ اپنی ساری توجہ کو اُس صورت کی طرف مبذول کر دیتے ہیں اور یہ شکل ہو جاتی ہے کہ گویا بڑے ادب اور بہت زیادہ تعظیم سے خود شیخ کے سامنے بیٹھے ہیں اور دل کو بالکل اُس طرف ہی متوجہ کر دیتے ہیں۔

اس کے بعد صراط مستقیم میں اس شغل کی قباحتیں دکھلائی گئیں لیکن چونکہ اس وقت ہم کو اس کے جواز عدم جواز سے بحث نہیں ہے، اس لئے ہم یہاں اُس حصّہ کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اس وقت تو ہم کو صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ اس شغل کی یہ حقیقت ہے اور صوفیاء کے بعض طریقوں میں اس پر عمل درآمد بھی ہوتا ہے۔

مگر واضح رہے کہ جن صوفیوں میں اس کا رواج ہے ان کے نزدیک بھی اس کا محل نماز نہیں بلکہ اس قسم کے دیگر اشغال کی طرح یہ شغل بھی ان کے یہاں نماز اور دوسرے وظائف واجبہ سے فارغ اوقات میں کیا جاتا ہے۔

ان تمام مقدمات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد سنئے کہ صراط مستقیم میں اسی شغل رابطہ اور شغل برزخ کے متعلق لکھا گیا ہے کہ نماز میں یہ شغل کرنا اس سے بدتر ہے کہ انسان کو دوسری دنیوی چیزوں کے وساوس آئیں اور وہ ان میں مستغرق ہو جائے۔ کیونکہ اوّل تو یہ وساوس قصدی و اختیار نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہ انسان کو اُن سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ دل میں اُن کی حقارت ہوتی ہے ______ اور یہ وجہ ہے کہ جب نمازی کو تنبّہ ہو جاتا ہے تو وہ فوراً ان وسوسوں کو دل سے نکال دیتا ہے۔ بخلاف اس شغل رابطہ اور شغل برزخ کے کہ اس میں بالقصد توجہ کو ہر طرف سے (حتیٰ کہ اللہ کی طرف سے بھی) ہٹا کر اپنے شیخ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی متوجہ کرنا ہوتا ہے بلکہ یہ تصور باندھا جاتا ہے کہ گویا وہ اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور ہم اُن کے حضور میں با ادب و تعظیم حاضر ہیں اور ظاہر ہے کہ اس قسم کا تصوّر مقصد نماز کے بالکل ہی خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَراہُ

عبادت کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تم اس طرح متوجہ ہو کہ خدا کی عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔

نیز جب نمازی حالت نماز میں اپنے مرشد یا رسول اللہ ﷺ کی طرف اس طرح متوجہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ اُس کے دل میں ان کی پوری عظمت اور محبت بھی ہوگی تو اس کو اس شغل سے غیر معمولی دلچسپی بھی ہوگی اور اس صورت میں یہ توقع نہیں کہ اس کو اپنی غلط روی کا احساس ہوجائے اور وہ اپنی توجہ کو حق تعالیٰ کی طرف منعطف کردے غرض اس وجہ سے نماز میں ''یہ شغل رابطہ'' اور ''شغل برزخ'' بہ نسبت دنیاوی وساوس کے زیادہ برا ہے۔

بہرحال ''صراط مستقیم میں رسول اللہ ﷺ کے خیال مبارک آنے یا حسب موقع اُس کے لانے کو مضر یا منافی نماز نہیں بتلایا گیا ہے بلکہ اسی مذکور بالا ''شغل برزخ'' کو جس کا دوسرا نام صرف ''ہمت'' بھی ہے بوجوہ مذکورہ وساوس دنیویہ سے زیادہ مضر کہا گیا ہے۔

البتہ بغیر اس ''صرف ہمت'' کے اللہ کے خاص مخلص بندوں کو حالتِ نماز ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ملائکہ یا ارراحِ صالحین کا انکشاف ہوجاتا ہے اس کو اسی صراط مستقیم میں اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور کمال نماز کا ثمرہ بتلایا گیا ہے۔

لیکن اگر بغیر اس ''صرف ہمت'' کے رسول اللہ ﷺ کا خیال مبارک آئے یا حسب موقع لایا جائے تو ہرگز اُس کا یہ حکم نہیں بلکہ اگر حق تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ہی کسی خاص حقیقت کا فیضان ہو یا بعنایت الٰہی آپ کی رُوح پاک یا دیگر انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام کی ارواح مقدسہ یا ملائکہ سے ملاقات ہوتو وہ بھی ''صراط مستقیم'' کی مذکورہ بالا تصریح کے مطابق خدا کا خاص الخاص انعام اور نماز کی مقبولیت کا نشان ہے۔

پس کسی قدر مفتری اور کذّاب ہیں وہ لوگ جو ''صراط مستقیم'' کی ان عبارات کے متعلق کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ان میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال آنے کو بیل اور گدھے وغیرہ سے بدتر کہا گیا ہے۔ انصاف ! انصاف!! اے اہل انصاف !! انصاف !! الحساب یوم الحساب واللّٰہ شدید العقاب

تلخیص از (شاہ اسماعیل اور معاندین اہل بدعت کے اعتراضات) یہاں تک مولانا منظور نعمانی کا جواب مختصر مکمل ہوا۔ (ص ۱۵ تا ص ۳۴)۔

چوتھا باب

صراط مستقیم پر اعتراضات کے جوابات

قارئین کرام! اس باب میں ان اعتراضات کا مرحلہ وار جواب دیا جائے گا جو پہلے باب میں ذکر کیے گئے تھے۔

پہلا اعتراض

صراط مستقیم میں نبی علیہ السلام کے خیال آنے کو گدھے کے خیال آنے سے بد تر کہا گیا ہے۔

جواب: ماقبل میں تینوں جوابات سے یہ بات روز روشن کی طرف واضح ہوچکی ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت میں خیال آنے، خیال کرنے کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔

اس میں تو ایک خاص عمل ''ہمت'' کا ذکر ہے جس کے تین معنی کے لحاظ سے ماقبل میں تین جواب گزر چکے ہیں جو بریلوی کہتے ہیں کہ صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ خیال آنا یا کرنا برا ہے گدھے کے خیال سے تو اس سے آپ ہر روز مطالبہ کریں کہ اس فارسی عبارت کے حوالے سے ثابت کرو کہ ہمت کی تعریف خیال آنا، خیال کرنا ہے۔ سید احمد شہیدؒ نے تو اس عبارت سے ماقبل واضح ذکر کیا ہے کہ حالت نماز میں ارواح کا کشف جن میں نبی علیہ السلام کی زیارت بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ظاہری بات ہے جسے کشفاً زیارت ہوگی وہ متوجہ بھی ہوگا، خیال بھی آئے گا اور تعظیم بھی کرے گا۔ مگر سید احمد شہیدؒ اسے اللہ کا انعام کہہ رہے ہیں۔

صراط مستقیم (فارسی) ص پر ۸۵ پر ہے۔

اما سنوح وکشف مذکورین پس از قبیل خلعت ہائے ہے فاخرہ است کہ مخلصان مستغرق حضور حق بسبب وفور عنایت ہارا باں می نوازند بس در حق ایشاں کمالی است کہ در موطن مثال مجسم گردیدہ و نماز ایشان عبادتیست کہ ثمرہ اش بسنظر رسیدہ۔

بہر حال خود بخود مسائل کا دل میں آجانا اور ارواح اور فرشتوں کا کشف ان فاخرہ خلعتوں میں سے ہے جو حضور حق میں مستغرق باخلاص لوگوں کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے عطا ہوا کرتے ہیں پس یہ ان کے حق میں ایسا کمال ہے کہ مثال کے موقعہ پر مجسم ہوگیا ہے ان کی نماز ایسی عبادت ہے کہ اس کا ثمرہ آنکھوں کے سامنے آگیا ہے (صراط مستقیم اردو ص ۱۱۸)۔

یہاں صاف وضاحت ہے کہ کشف ارواح (انبیاء و علماء و صلحاء) انعام ہے اور یقینی بات ہے کہ جسے زیارت ہوگی وہ متوجہ بھی ہوگا اور خیال بھی آئے گا۔ اور یقیناً جو آقا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا، اس کے دل میں تعظیم بھی آئے گی اور تعظیم کرے گا۔ پتہ چلا کہ یہ سب امور سید احمد شہیدؒ کے نزدیک درست ہیں۔ ناجائز وہ تعظیم ہے جو نماز میں مقصود ہو اور سید احمد شہیدؒ نے اسی لیے ہمت کے عمل کو نماز میں نا درست کہا۔

دوسرا اور تیسرا اعتراض

حالت نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ بھی ہوتے تھے ااور تعظیم بھی کرتے تھے حالانکہ ان امور کو صراط مستقیم میں شرک کہا گیا۔

جواب: ان دونوں اعتراضوں کا جواب پانچویں باب میں آرہا ہے وہاں ملاحظہ کریں۔

چوتھا اعتراض

نمازی جب درود شریف، اور وہ آیات جن میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہے، نماز میں پڑھے گا تو دھیان تو آئے گا۔ حالانکہ اسے شرک کہا گیا۔

جواب: خیال آنے کی مذمت، یادھیان کرنے، خیال کرنے متوجہ ہونے (لغوی) کی مذمت، صراط مستقیم میں کہیں نہیں کی، اس کی وضاحت پیچھے باب نمبر 3 میں اور اعتراض نمبر 1 کے جواب کے تحت گزر چکی ہے۔

پانچواں اعتراض

اس عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔

جواب: اگر گستاخی ہے تو خان صاحب نے کافر کیوں نہیں کہا لزوم اور التزام کا دھوکہ کسی اور کو دیں۔ خان صاحب نے کوکبۃ الشہابیہ میں کلمہ دوبارہ پڑھنے کو فرض و واجب لکھا یہ لزوم کا حکم ہے یا التزام کا۔ پھر تمہید ایمان میں آٹھ تاکیدوں کے ساتھ کہا کہ شاہ اسماعیل کو کافر نہ کہو۔ نیز اگر اس عبارت میں گستاخی ہے تو برائے مہربانی اپنے خان صاحب پر بھی فتویٰ لگائیں جو وہ نماز سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے ارادے کو

حرام لکھ رہے ہیں.. جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

چھٹا اعتراض

ان کے نزدیک نبی علیہ السلام کا خیال آنے سے نعوذ باللہ نماز ٹوٹ جاتی ہے

جواب: یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی۔ بریلویوں کا بہتان ہے جس کیلئے قیامت کے دن جوابدہ ہوں گے۔

ساتواں اعتراض

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ گدھے کا ذکر کر کے توہین کی گئی۔

جواب: کسی بات کو سمجھانے کیلئے کسی عظیم نام کے ساتھ حقیر شے کا ذکر یہ وہ اسلوب ہے جو ہمیں کئی جگہ ملتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے:

اتخذو احبارھم و رھبانیھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم (سورہ توبہ)۔
ٹھہرایا انہوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو مالک (رب) اپنا اللہ کے علاوہ اور مسیح بن مریم کو۔

ذرا دیکھیے کہ اس آیت مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کے عام مولویوں اور درویشوں کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جو درجہ ان کے مولویوں کا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کردی؟ اسے جواب دیا جائے گا یہاں حکم بیان کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے رب اپنے علماء کو بنایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی رب بنایا۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ:

ان قلوب بنی آدم کلها بین اصبعین من اصابع الرحمان کقلب واحد

کہ سب بنی آدم کے دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں ایک قلب کی طرح (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر حدیث نمبر۸۹)۔

ملاعلی قاریؒ کلها کی تشریح میں فرماتے ہیں:

یشمل الانبیا و الاولیاء والفجره والکفرة من الاشقیاء (مرقات جلد 1، ص ۱۶۰)۔ [1]

شامل ہے انبیا اور اولیا اور گناہ گاروں اور بدبخت کافروں کو۔

اب دیکھیں یہاں اولیاء کے ساتھ کافروں کا ذکر ہے تو کیا اولیا کی توہین ہوگئی۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ مکتوب نمبر۱۴۳، ص ۲۷۸ پر لکھتے ہیں:

لقد خلقنا الانسان فی کبد این جا اولیاء انبیاء خواص و عوام برابر اند [1]

بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا اس جگہ اولیاء انبیا، خواص وعوام سب برابر ہیں۔

دیکھیں یہاں بھی خواص کے ساتھ عوام کا ذکر ہے تو کیا خواص کی توہین ہوگئی۔

الزامی جواب

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

---

[1] بحوالہ شاہ اسماعیل دہلویؒ از علامہ خالد محمود مدظلہ

عصائے موسوی سانپ کی شکل ہوکر سب کچھ نگل گیا تھا ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر ہیں (مراۃ المناجع ص ۲۱۴)۔

سورہ مؤمنون کی آیت ۹۷ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"رب دعا ہے قل میں حضور علیہ ﷺ کی زبان مبارک کی طرف اشارہ ہے یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے" (نور العرفان ص ۵۵۵)۔ یہاں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک کے ساتھ کارتوس کا ذکر اور تشبیہ ہے۔ کیا یہ توہین نہیں؟ بریلوی جید عالم شہزاد مجددی لکھتے ہیں" حضرت ابوالحسن نوری نے ایک شخص کو اذان دیتے سنا تو فرمایا: خدا تجھے نیزہ مارے اور موت کا زہر دے اور ایک کتے کو بھونکتے ہوئے سنا تو لبیک کہا (شرف ملت نمبر ص ۱۴۹)۔ یہاں بھی اذان کا ذکر ہے، کتے کے بھونکنے کے ساتھ کیا اس میں توہین نہیں ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی، جنہیں بریلوی مسلک میں "حکیم الامت" لکھا جاتا ہے دوسری جگہ لکھتے ہیں

رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزا میرے حبیب فرمائیں جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا باقی کتا بلا وغیرہ اس کے حبیب نے (ص ۴۰ نور العرفان)۔

اس حوالے میں پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ جن مخلوقات کا ذکر کیا گیا ہے اور تقابل کیا گیا ہے بریلویوں کو کیا اس میں توہین اور گستاخی نظر نہیں آرہی؟ اس حوالے کے لحاظ سے خاص طور پر اشرف سیالوی غلام نصیر الدین

سیالوی اور حنیف قریشی کو دعوت دوں گا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو اعتراض صراط مستقیم پر کرتے ہو، یہاں تمہاری زبانیں کیوں خاموش ہیں؟ (دیکھیے پہلا باب اس کتاب میں)۔

حالانکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم میں ملانے پر اعتراض کیا تھا نہ کہ لفظوں میں ساتھ ذکر ہونے پر۔ خود اشرف سیالوی کے منہ سے مناظرہ جھنگ میں حکم میں ملانے کے الفاظ نکلے ہیں۔ دیکھیے مناظرہ جھنگ۔

آپ کے فیض احمد اویسی نے لکھا ہے کہ گھٹیا اشیا کے ساتھ نسبت دینا گستاخی ہے۔ فیض احمد اویسی کا یہ فتویٰ مفتی احمد یار نعیمی پر بطریق اولی لگتا ہے دیکھیے فیض احمد اویسی کا رسالہ ''گستاخی کیا ہے''۔

حنیف قریشی صاحب فرماتے ہیں ''جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو اس جنس کی توہین ہے''۔ گستاخ کون از حنیف قریشی۔ کیا یہ فتویٰ مفتی احمد یار نعیمی پر نہیں لگتا۔

آٹھواں اعتراض

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گدھے کا تقابل کر کے توہین کی گئی ہے

جواب: کسی بھی شے کا تقابل جب دوسری شے کے ساتھے کیا جائے تو دنیا کے کس ''عقل مند'' نے کہا کہ دونوں اشیاء کا درجہ ایک ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص دوسرے کو مسئلہ بتائے کہ مدینہ منورہ کی عمدہ کھجور رمضان المبارک کے روزے کی صورت میں کھانے سے کفارہ آئے گا اور تنکا کھا لینے سے قضا۔

سید احمد شہیدؒ کے الفاظ کے مفہوم میں اگر اسے کہا جائے کہ رمضان کے روزے میں مدینہ منورہ کی کھجور کھانا زیادہ باعث سزا ہے بنسبت تنکے کے۔ اب وہ شور مچائے کہ مدینہ منورہ کی کھجور کی توہین کر دی تو جواب دیا جائے گا کہ توہین نہیں کی۔ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزہ کو اگر توڑا جائے عمدہ خوراک سے تو کفارہ اور قضا لازم ہے اور اگر ایسی شئے سے توڑا جائے جو غذا کے طور پر نہ کھائی جاتی ہو تو صرف قضا۔ تو زیادہ سزا، کھجور کے عمدہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

دوسری مثال

مناظر اہل سنت مولانا منیر اختر صاحب دیا کرتے ہیں کہ لوگو اگر تمہارے گھر میں گدھا آجائے تو تمہاری مستورات پردہ نہیں کریں گی اور اگر کوئی مولوی صاحب گھر میں داخل ہو جائیں تو عورتیں منہ چھپا لیں گی۔ کیا مولوی صاحب گدھے سے برے ہیں؟

تیسری مثال

فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ کسی آدمی کا نمازی کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا بطور سترہ کے مکروہ ہے۔ (ردالمختار، ھدایہ جلد ۱)۔

اور ڈنڈا رکھنا جائز ہے۔ کیا آدمی ڈنڈے سے برا ہے؟

چوتھی مثال

ایک آدمی اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تیری پیٹھ گدھے کی طرح ہے تو بیوی حرام نہیں ہوتی (دیکھیے ھدایہ جلد ۲)۔ اور اگر کہے کہ تیری پیٹھ میری ماں کی طرح ہے تو حرام

ہو جاتی ہے اور ظہار کا کفارہ ادا کر کے حلال ہوگی (فتاویٰ عالمگیری، ردالمختار، ھدایہ جلد ۲)۔ کیا ماں گدھے سے بدتر ہے؟

پانچویں مثال

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ نوریہ؛ فتاوی شامیہ، فتاویٰ عالمگیری) اور اگر عورت کی شرم گاہ پر نگاہ پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی (فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ شامیہ)۔

کیا قرآن ....؟

نواں اعتراض

مثال دینے کے لیے کیا گدھا ہی رہ گیا تھا؟

جواب: یہاں گاؤ خر سے مراد اللہ کا غیر ہے چنانچہ سید احمد شہید صراط مستقیم ہی میں فرماتے ہیں۔

گاؤخر تمثیل است ہر چہ سوائے حضور حق است گاؤ باشد یا خر، فیل باشد یا شتر
گاؤخر تمثیل ہے جو بھی ماسوائے حضرت حق ہو خواہ بیل ہو یا گدھا ہاتھی ہو یا اونٹ۔

الزامی جواب

پیر کرم شاہ صاحب جو بریلوی مسلک کے عالم ہیں لکھتے ہیں:
حقیقت واضح کرنے کیلئے اگر کسی حقیر ترین سے مثال دی جائے تو یہ طریقہ

خداوندی ہے (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۴۲)۔

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں تفسیر حسنات جو بریلوی مسلک کی مشہور تفسیر ہے، میں لکھا ہے:
مثال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بات جس کی مثال دی گئی ہے خوب واضح کر کے ذہن نشین کردی جائے تاکہ مطلب اس مثال سے پورا ہوسکے وہ مثال سب سے اچھی کہلائے گی خواہ وہ چیز جو مثال میں پیش کی گئی ہے کیسی ہی معمولی ہو (تفسیر الحسنات ص ۱۶۲ جلد ۱)۔

دسواں اعتراض

صراط مستقیم شاہ اسماعیل کی تصنیف ہے نہ کہ سید احمد شہیدؒ کی۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا مرتضٰی حسن چاند پوریؒ نے اسے شاہ اسماعیل کی تصنیف کہا ہے۔

جواب: اس کتابچے کے دوسرے باب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ صراط مستقیم کا مقدمہ، پہلا باب اور چوتھا باب شاہ اسماعیل نے جمع کیا اور دوسرا اور تیسرا مولانا عبدالحئی بڑھانوی نے۔
چونکہ شاہ اسماعیلؒ سبب بنے تھے اس ترتیب دینے اور پہلا باب اور چوتھا باب سید احمد شہیدؒ سے سن کر انہوں نے لکھا۔ اس لیے جن حضرات نے صراط مستقیم کو شاہ اسماعیل کی طرف منسوب کیا، اسی نسبت کے لحاظ سے کیا کہ وہ سبب بنے تھے اور سبب کی طرف اضافت شائع ہے۔

دوسرا جواب: جب خود کتاب میں اس کی کی تصریح موجود ہے جیسا کہ وضاحت ہوچکی تو اس بات کو ترجیح ہوگی اور دوسرے اقوال کی نسبت۔

تیسرا جواب: ہماری بحث عبارت معترضہ کے بارے میں ہے کہ یہ کس کی ہے اور کتاب کے آغاز سے واضح ہو چکا ہے کہ یہ عبارت معترضہ سید احمد شہیدؒ کی ہے اور جامع مولانا عبدالحی بڑھانوی ہیں۔ شاہ اسماعیلؒ نے فقط کتاب میں شامل کیا ہے۔

الزامی جواب

بریلوی مسلک کے عالم مولانا ابوالحسن فاروقی لکھتے ہیں:

حکیم صاحب نے تحقیق کر کے لکھا کہ صراط مستقیم، تنویر العین اور ایضاح الحق الصریح آپ (شاہ اسماعیلؒ) کی تالیفات میں سے نہیں ہیں (ص ۴۷ مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان)۔

پانچواں باب

شوکت سیالوی، اشرف سیالوی اور غلام نصیر الدین سیالوی کے دلائل کے جوابات

قارئین کرام اس باب میں مفتی شوکت سیالوی، مولوی اشرف سیالوی اور مولوی غلام نصیر الدین سیالوی کے ان اعتراضات اور دلائل کا جواب دیا جائے گا جو انہوں نے اپنی کتابوں بنام نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ مناظرہ جھنگ اور عبارات اکابر کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ میں دیئے۔

پہلی دلیل

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں :

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نماز میں مصروف تھے ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مصلائے امام پر کھڑے تھے آپ ﷺ کے آتے ہی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے تالیاں بجانی شروع کردیں۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ پیچھے امام الانبیاء ﷺ تشریف لاکر کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے مصلیٰ چھوڑنا چاہا۔ حضور علیہ السلام نے اشارہ کرکے فرمایا اپنی جگہ کھڑے رہو پیچھے نہ ہو لیکن اس کے باوجود حضور علیہ السلام کے ادب اور تعظیم کی خاطر پیچھے ہٹ آئے اور مصلیٰ خالی کر دیا نماز ختم ہونے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے منع کرنے کے باوجود پیچھے کیوں ہٹے تو انہوں نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے لیے یہ حق نہیں تھا کہ وہ اللہ کے

رسول کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھائے (بخاری جلد اول ص ۱۲۵)۔

......اللہ رب العزت بھی وحی نہیں بھیجتا کہ تمہارے صحابہ نماز میں تمہاری تعظیم کررہے ہیں، میری نماز میں حضورﷺ کی تعظیم کیوں ہورہی ہے۔ (ص ۱۲۸، ۱۲۹) عبارات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ نماز کے اندر سرکار کی طرف متوجہ ہونا گدھے اور بیل کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے تو پھر نبی پاکﷺ کو سمجھانا چاہیے تھا (مناظرہ جھنگ ص ۸۳،۸۴ نماز میں تعظیم مصطفیٰﷺ ص ۳۰، ۳۱)۔

الفاظ کے فرق کے ساتھ تینوں کتابوں میں یہ دلیل دی گئی ہے اور استدلال یہ کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالت نماز میں نبی علیہ السلام کی تعظیم کی اور متوجہ ہوئے تو پتا چلا کہ یہ جائز ہے اور صراط مستقیم میں اسے شرک کہا گیا۔

جواب: قارئین ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ان رضا خانی بھائیوں کو آنکھیں کھول کر عبارت پڑھنے کی توفیق دے۔

میں نے بھیڑوں کا ایک ریوڑ دیکھا تھا کہ ایک بھیڑ غلطی کرتی ہے تو ساری بھیڑیں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ بریلوی حضرت کو بھیڑیں میں نہیں کہہ رہا بلکہ خود مولانا احمد رضا خان نے بھولی بھالی بھیڑیں لکھا ہے اور جمال کرم میں بھی بریلویوں کو بھیڑوں کا ریوڑ کہا ہے۔

یہی حال بریلوی حضرات کا ہے ایک مولانا احمد رضا خان نے غلط قدم اٹھایا تو ساری رضا خانیت آنکھیں بند کرکے چل رہی ہے۔

بہر کیف اس حدیث مبارکہ سے صراط مستقیم کے خلاف دور دور تک استدلال

نہیں بنتا۔ درج ذیل وجوہ سے:

۱) صراط مستقیم کی عبارت میں ''ہمت'' کے عمل کا ذکر ہے مطلق توجہ کا نہیں۔

۲) صراط مستقیم کی عبارت میں اس تعظیم کا ذکر ہے جو نماز سے مقصود وملحوظ ہو مطلق تعظیم نبی علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں۔

صراط مستقیم کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین''

میٹھے میٹھے رضاخانی بھائیو! کیا ''ہمت'' کا لفظ آپ کو نظر نہیں آیا اور ہمت کی تعریف آپ کو نہیں آتی تو براہ مہربانی خزینہ معرفت، القول الجمیل اور عبقات اٹھا کر دیکھ لو۔

الزامی طور پر ایک حوالہ دوبارہ لیتے جاؤ اور بار بار پڑھ کر سر دھنو اور اسی حدیث کے تحت اپنے مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت کا جواب دو۔

نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ (صاحب قبر) .... تو آپ ہی حرام (کلیات مکاتیب رضا ص ۱۵۱)۔

(اس حوالے پر مکمل بحث تیسرے باب کے تحت گزر چکی ہے)۔

دوسری دلیل

درج بالا تینوں کتابوں میں صحیحین کے حوالے سے چند اور احادیث بھی دی گئی ہیں جن میں حالت نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا آقا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونا

پتا چلتا ہے۔ اس سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں تعظیم بھی کر رہے ہیں اور متوجہ بھی ہو رہے ہیں۔ احادیث کے حوالے اور کتب کے نام یہ ہیں:

۱۔ آقا علیہ االسلام کی داڑھی مبارک کا ہلنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا متوجہ ہو کر جان لینا (بخاری شریف جلد اول ص ۴۲)۔ بحوالہ عبارت، اکابر کا تحقیقی جائزہ جلد ۱ ص ۱۶۹)۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ص ۲۴)۔

۲۔ آقا علیہ السلام کا حجرے مبارکہ سے دیدار کرانا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا نماز توڑنے کے قریب ہونا۔ بخاری شریف ص ۱۰۴۔ بحوالہ مناظرہ جھنگ ص ۲۶۶۔ عبارات اکابر کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷۰۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ۴۷۔

۳۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا نماز میں آقا علیہ السلام کو دیکھنا۔ بخاری شریف بحوالہ عبارات اکابر کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷۱۔

جواب: ان تمام احادیث مبارکہ کے حوالے سے یہ جواب عرض خدمت ہیں کہ تمام بریلویوں کو چیلنج ہے کہ ان احادیث میں دکھادیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں ''ہمت'' کا عمل کر رہے تھے بندہ اپنی شکست لکھ کر دے دے گا۔ دوسری بات ان تمام احادیث میں مطلق متوجہ ہونے اور مطلق تعظیم کرنے کا ذکر ہے۔ جبکہ ہماری ساری بحث نماز میں ہمت کے عمل اور نماز سے تعظیم مقصود ہونے کے بارے میں ہے، بریلوی مذہب کے بانی احمد رضا خان عبارت بحوالہ کلیات گزر چکی ہے کہ نماز میں تعظیم قبر یعنی نبی علیہ السلام کی تعظیم کا ارادہ حرام ہے۔

تیسری دلیل

التحیات میں السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے حوالے سے امام غزالیؒ نے لکھا ہے:

احضر شخصہ الکریم فی قلبک

اپنے دل میں نبی کریم علیہ السلام کی ذات اقدس کو حاضر سمجھو۔ بحوالہ عبارات اکابر کا جائزہ ص ۱۷۴، ۱۷۵، مناظرہ جھنگ ص ۹۳، کوکبۃ الشہابیہ۔

جواب: مولوی غلام نصیر الدین سیالوی نے ''احضر'' کا ترجمہ حاضر سمجھو کیا جو کہ غلط ہے۔ باب افعال سے امر کا صیغہ ہے اور حاضر کرنے کے معنی میں ہے۔ آپ کے والد صاحب نے تو ترجمہ درست کیا تھا کہ ''حاضر کرو'' دیکھیے مناظرہ جھنگ ص ۹۳ مگر آپ کو ....

اس حوالے سے بھی بریلویوں کا استدلال نہیں بنتا کہ ہماری بحث خیال کرنے میں نہیں بلکہ نماز میں ''ہمت کا عمل'' کرنے سے متعلق ہے۔ بریلویوں کے پاس کوئی ایسا حوالہ ہے تو دکھائیں۔ قارئین کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ بسیار کوشش کے باوجود بریلویوں کی کتب سے ہمیں ایک بھی حوالہ قرآن و حدیث اور فقہا کا نہیں ملا جس میں نماز کے اندر اس ہمت کے عمل کو جائز کہا گیا ہو۔

مفتی شوکت سیالوی، حنیف قریشی، غلام نصیر الدین سیالوی، اشرف سیالوی اور دیگر کے تمام دلائل نماز میں مطلق توجہ کرنے، خیال کرنے اور مطلق تعظیم کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور ہم پیچھے جواب دے چکے ہیں، کہ ہماری بحث اس میں نہیں ہماری بحث تو ہمت کے عمل کو حالت نماز میں کرنے سے متعلق ہے جس کا نماز کی عبادت سے

ارادہ کرتے ہوئے باعث قربِ خداوندی سمجھا جائے۔ اس کو باب نمبر۳ میں محدثین کے اقوال سے بندہ ناجائز اور شرک ثابت کر چکا ہے۔

چوتھی دلیل

نمازی کو آقا علیہ السلام کا بلانا اور اس پر جواب دینا لازم ہونا۔ بحوالہ عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص ۱۷۱ مناظرہ جھنگ ۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ۔

جواب: بریلیوں کا اس سے بھی استدلال درست نہیں کہ مطلق متوجہ ہونا اور خیال کرنے کا جواز تو صراط مستقیم سے ثابت ہے۔ ہماری بحث تو ''ہمت'' کا عمل نماز میں کرنے اور تعظیم جو مقصود ہو اور باعث ثواب سمجھے، حالت نماز میں اور نماز سے اس تعظیم کا ارادہ کرے اس کے بارے میں ہے۔ اس پر کوئی دلیل آپ کے پاس نہیں ہے اور ہمارے دلائل ماقبل میں گزر چکے۔

پانچویں دلیل

نمازی کا آیات متعلقہ انبیائے کرام اور درود شریف پڑھتے ہوئے دھیان جانا۔ بحوالہ عبارات اکابر کا تنقیدی جائزہ جلد۲ ص ۱۷۶ تا ۲۶۶ کوکبۃ الشہابیہ ۔

جواب: مولوی غلام نصیر الدین نے تقریباً ۹۰ صفحے لکھے ان آیات کے بارے میں کاش کہ آنکھیں کھول کر صراط مستقیم پڑھ لیتے مگر یہ آپ کا قصور نہیں ....

یہ وہی غلام نصیر الدین ہیں جن کے بارے میں بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے

والے مفتی شوکت، سیالوی لکھتے ہیں۔

''غلام نصیر الدین صاحب اپنی ان کمزور باتوں، علمی خباثتوں اور اور ذہنی انتشار پر مبنی تحقیقات سے، علی الاعلان رجوع فرمائیں۔

مولوی غلام نصیر الدین'' کے بارے مزید تفصیل کیلئے دیکھیے بندہ کی کتاب ''عباوات اکابر پر تنقید کا جائزہ''۔

ہماری بحث مطلق دھیان کرنے اور مطلق تعظیم کے بارے میں ہے ہی نہیں۔ ہمت کے عمل اور تعظیم جو نماز سے ارادہ کی گئی ہو اس کے بارے میں ہے نیز درود شریف پڑھ کر جو تعظیم آئے ایسی تعظیم کے جواز میں تو خود صراط مستقیم میں لکھا ہوا ہے۔ آپ آنکھیں کھول کر پڑھیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے کتاب کا باب نمبر۳ اور باب نمبر۴)۔

خلاصہ کتاب

صراط مستقیم کی عبارت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ نماز میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال مبارک برا ہے گدھے کے خیال سے (نعوذ باللہ)۔ حقیقت اور دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے کہ

۱) اس عبارت میں کہیں بھی

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے خیال آنے یا

خیال کرنے یا تعظیم آنے، یا تعظیم کرنے (مطلق طور پر) یا

مطلق توجہ ہونے (لغوی)

کو برا یا غلط نہیں لکھا گیا۔ یہ بریلویوں کا بہتان اور جھوٹا الزام ہے

۱) اس عبارت میں ایک خاص عمل ''ہمت'' سے روکا گیا ہے۔

۲) اس ہمت کے عمل کے دوران تعظیم مقصود کے درجے میں آجاتی ہے۔

۴) نماز میں غیر اللہ کی وہ تعظیم جو مقصود کے درجے میں ہو، اسی کو محدثین حضرات نے شرک لکھا ہے اور اسی کو سید احمد شہیدؒ نے صراط مستقیم میں بیان کیا ہے

۵) نماز میں آقا علیہ السلام کی طرف خیال کرنا، دھیان کرنا، یا درود شریف پڑھتے ہوئے تعظیم آجانا، صراط مستقیم کی روشنی میں بالکل جائز ہے۔

۶) صراط مستقیم میں اس تعظیم کو جو نماز سے مقصود ہو اور ہمت کے عمل کو غلط کہا گیا ہے۔

۷) اس کا غلط ہونا خود بریلویوں کی کتب سے بھی ثابت ہے۔

خاتمہ

قارئین کرام اس کتابچے کا اختتام بندہ ان الفاظ کے ساتھ کرتا ہے کہ خدا کیلئے تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اس دعوت کو دیکھیے جو قرآن وسنت سے مستفاد ہے جس کو لے کر ہندوستان میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل اٹھے اور اللہ کی بارگاہ میں شہادت کا اعزاز پا کر سرخرو ہوئے۔ اس کتابچے میں جو کچھ لکھا گیا، اس کو پڑھ کر تنہائی میں اپنے دل میں جھانکتے ہوئے اس سوال کا جواب سوچیے کہ کیا قیامت کے دن اللہ کے ہاں آپ سید احمد شہیدؒ یا شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اس عبارت کی وجہ سے مجرم ٹھہرا سکیں گے؟؟؟

گلستانِ توحید گلستانِ رسالت

بجواب

گلشن توحید رسالت

مولوی اشرف سیالوی کی کتاب گلشن توحید رسالت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مؤلف مناظر اہل سنت مولانا ابو ایوب قادری

ادارۂ تحقیقاتِ اہلِ سنت

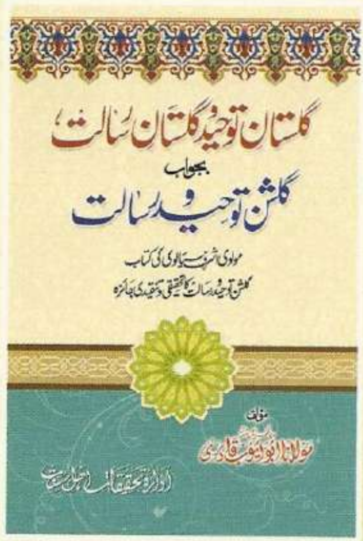

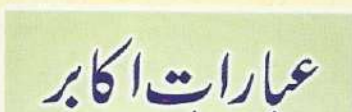

سنی اکیڈمی پاکستان